سلسلة
احیاء منہج اہل السنۃ والجماعۃ
7

مُحبّت

کیوں، کس سے اور کیسے؟

تالیف: ابوحمزہ عبدالخالق صدّیقی

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اضافہ: حافظ عمران ایوب لاہوری تحقیق وتخریج: حافظ حامد محمود الخضری

انصار السّنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

باب نمبر ٤

مقدمہ مؤلف

الحمد للّٰہ رب العالمین ، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین ، وعلی اٰلہ وصحبہ أجمعین وبعد!

یہ کتاب جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپکے ہاتھوں میں پہنچی ہے، ''محبت کیوں؟ کس سے اور کیسے؟'' کے نام سے موسوم ہے، اہل لغت کا کہنا ہے کہ ''محبت'' ...... ''حبة'' سے ماخوذ ہے، اور ''حبة'' کے معنی تخم کے ہیں، جو زمین پر گرتا ہے۔ لہٰذا ''حَب'' کا نام ''حُب'' رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ اصل حیات اس میں ہے جس طرح اشجار ونباتات میں ''حَب'' یعنی تخم ہے جس طرح میدان میں بیج کو بکھیرا جاتا ہے، اور مٹی میں چھپایا جاتا ہے، اس پر پانی برستا ہے، آبیاری کی جاتی ہے، سورج چمکتا ہے، گرم وسرد موسم گزرتا ہے، لیکن زمانہ کے تغیرات اسے نہیں بدلتے۔ جب وقت آتا ہے تو وہ تخم اگتا ہے۔ پھل و پھول دیتا ہے، اسی طرح جب محبت کا بیج دل میں جگہ پکڑتا ہے تو اسے حضوری وغیبوبت مشقت وراحت اور فراق ووصال کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔

نیز اہل لغت کا یہ بھی کہنا ہے کہ محبت ''حب'' سے مشتق ہے، اور ''حب'' وہ دانہ ہے جس میں پانی بکثرت ہو اور اوپر سے وہ ایسا محفوظ ہو کہ چشموں کا پانی اس میں داخل نہ ہو سکے۔ یہی حال محبت کا ہے کہ جب وہ طالب کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس کا دل اس سے پُر ہو جاتا ہے، پھر اسی دل میں محبوب کے کلام کے سوا کوئی جگہ نہیں رہتی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''حب'' ایسا نام ہے جو محبت کی صفائی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اس لیے اہل عرب، انسان کی آنکھ کی سفیدی کی صفائی کو ''حبة الانسان'' کہتے ہیں۔ جس طرح دل کے نکتہ کو ''حبة القلب'' کہتے ہیں، دل کا نکتہ محبت کی جگہ اور آنکھ کی سفیدی دیدار کا مقام ہے۔ اسی معنی میں یہ مقولہ ہے کہ ''دل اور آنکھ دوستی میں مقارن ومتصل ہیں۔'' اور اسی معنی میں یہ شعر ہے:

القلب یحسد عینی لذت النظر
والعین یحسد قلبی لذت الفکر

''دل اس پر رشک کرتا ہے کہ آنکھ کو لذت دیدار ملی، اور آنکھ اس پر رشک کرتی ہے کہ دل کو لذت فکر ملی۔''

محبت اصل حیات ہے۔ محبت دل کیلئے بمنزلہ طعام وشراب کے ہے۔ محبت ہم آہنگی کا ذریعہ، دلوں کے درمیان ذریعہ ربط، اور ایک دوسرے کا احترام سکھاتی ہے، محبت دوستی کا راز ہے، بلکہ وجود انسانی کا راز ہے، محبت ایثار کا سبق دیتی ہے، محبت دلوں کی نرمی کا باعث ہے، محبت دعوتِ توحید کو عام کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ محبت سے ہی بہترین اور خوشگوار معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ محبت درحقیقت توحید ورسالت سے آگہی کا پہلا زینہ ہے۔

دورِ جدید میں ایک طرف تو معاشرے کے ہر فرد کو مغربی کلچر اپنی پوری آب وتاب سے اپنی طرف مائل کر رہا ہے، تو دوسری طرف فکر و تعلیمی محاذ پر مادّہ ''محبت'' کو نابود کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ دین سے دوری و بدعملی، تعیش و ہوس پرستی اور دیگر تمام خطرات سے اس وقت ہی نبرد آزما ہونا ممکن ہے کہ جب ملتِ اسلامیہ سوزِ صدیق اور جذبہ محبت بلال رضی اللہ عنہما کی روش کو اپنائے، کیونکہ اس پُرفتن دور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے ذریعے پر خلوص دوستی، مساجد اور مدارس اور علماء حق سے تعلق ہی سے مسلمان اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچ کر اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں، اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول کریم ﷺ سے محبت، اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت، رسول کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے محبت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت، مساجد سے محبت، مسلمانوں کی آپس میں محبت وغیرہ کو قرآنِ وسنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ عشق کی حقیقت اور اس کی مذمت اور تباہی کو مثالوں کے ذریعے بیان کیا ہے۔

کتاب کو مرتب کرنے کے بعد اضافہ جات کے لیے اپنے قابل احترام بھائی حافظ عمران

ایوب لاہوری حفظہ اللہ کے پاس چھوڑا تو انہوں نے اضافہ جات کا کام بڑی تندہی سے سرانجام دیا۔جزاہ اللہ خیرا عنی و عن المسلین .

بعدازاں تصحیح، تخریج اور تحقیق کا کام میرے انتہائی قابل احترام بھائی اور دوست حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے سرانجام دیا۔اور کئی مفید مشورے دیئے جنہیں کتاب میں شامل کرلیا گیا۔مثلاً عنوان ''محبت رسول کریم ﷺ کے تقاضے'' ''امہات المؤمنین سے محبت'' رسول کریم ﷺ سے جمادات ونباتات کی محبت،'' اور'' دیار حبیب علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت''

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گوہوں کہ اس کاوش کوقبول فرمائے، اوراسے میرے لیے، میرے معاونین ومساہمین حافظ عمران ایوب لاہوری، حافظ حامد محمود الخضری، ابومؤمن منصور أحمد، بڑے بھائی محمد طارق جاوید، جناب محمد شاہد انصاری، ابوطلحہ، محمد اکرم سلفی، محمد رمضان محمدی اور کمپوزر بھائی عبدالرؤف حفظہم اللہ کے لیے دینی اور دنیاوی سعادتوں کا ذریعہ بنائے، آمین۔

آخر میں، میں اپنے مربی ومرشد فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا انتہائی ضروری گردانتا ہوں کہ اللہ کے فضل ورحمت کے بعد ان کے تعاون اور سرپرستی نے آج تک مجھے اس کام کو جاری رکھنے کی ہمت بخشی۔اور خصوصاً حدیث کے کام میں کئی رکاوٹیں پیش آئیں اوردل ٹوٹا توفضیلۃ الشیخ نے ''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ'' (الحدید: ۲۱) سنا کر میری ڈھارس بندھائی اور کام کو جاری رکھنے کی تلقین کی۔کثر اللہ أمثاله في العلماء المسلمین .

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وسلم

وکتبه

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

بتعاون

حافظ حامد محمود الخضری

❀❀❀❀

باب نمبرا

محبت کیا ہے؟

محبوب کو چاہنا، اس کی نفرت سے بچنا اور اس سے محبت کے بدلے محبت حاصل کرنے کی خواہش رکھنا، محبت کہلاتا ہے۔

محبت کے انداز:

لوگوں کے اذہان میں اس کی اصناف اس لیے مختلف ہیں کہ اس سے ان کے اغراض و مقاصد مختلف ہوتے ہیں، اور ان کے اغراض و مقاصد کا اختلاف ان کے وابستہ لالچ اور امید میں کمی بیشی کی بنیاد پر ہے۔ اور ایک محبت ایسی بھی ہوتی ہے کہ جس میں محبت کرنے والے کا مقصد صرف دیدارِ باری تعالیٰ کا حصول ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار کا عقیدہ رکھنے والے اس کے حصول پر اس قدر فریفتہ ہوتے ہیں کہ وہ اس سے کم درجہ پر قناعت کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

محبت کے درجات:

محبت کے پانچ درجے ہیں:

۱: پہلا درجہ ''استحسان'' ہے، اس دوران منظور نظر کی شکل خوب صورت لگتی ہے، اور اس کے اخلاق پسندیدہ نظر آتے ہیں، یہ درجہ باہمی محبت کے زمرہ میں آتا ہے۔

۲: دوسرا درجہ ''پسندیدگی'' ہے، اس سے منظورِ نظر کی چاہت ہوتی ہے، اور محبّ محبوب کے قرب کا خواہاں ہوتا ہے۔

۳: محبت کا تیسرا درجہ ''الفت'' ہے۔ اس میں محبوب کے دکھائی نہ دینے سے تنہائی کا احساس ہوتا ہے۔

۴: محبت کا چوتھا درجہ ''عشق'' ہے۔ اس میں دل زیادہ تر محبوب کی یاد میں مگن رہتا ہے۔

۵: اس کے بعد ''دل گرفتگی'' کا درجہ ہے۔ اس میں محبّ کا کھانا، پینا اور نیند انتہائی کم ہوجاتی ہے، بسا اوقات یہ صورتِ حال اسے بیمار کردیتی ہے، یا وہ بے تکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے، یا موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ یہ محبت کی انتہا ہے، اس کے بعد اس کا کوئی درجہ نہیں۔

محبت کا دینی اور شرعی مفہوم:

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اپنی کتاب ''السراج الوھاج'' (۱/۸۱) پر رقمطراز ہیں:

''أَصْلُ الْمَحَبَّةِ: اَلْمَيْلُ إِلَى مَا يُوَافِقُهُ الْمُحِبُّ، ثُمَّ الْمَيْلُ قَدْ يَكُوْنُ لِمَا يَسْتَلِذُّهُ الْإِنْسَانُ وَيُحْسِنُهُ، كَحُسْنِ الصُّوْرَةِ، وَالصَّوْتِ، وَالطَّعَامِ وَنَحْوِهَا، وَقَدْ يَسْتَلِذُّهُ بِعَقْلِهِ لِلْمَعَانِي الْبَاطِنَةِ، كَمَحَبَّةِ الصَّالِحِيْنَ، وَالْعُلَمَاءِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ مُطْلَقًا، وَقَدْ يَكُوْنُ لِإِحْسَانِهِ إِلَيْهِ، وَدَفْعِ الْمَضَارِّ وَالْمَكَارِهِ عَنْهُ.''

''دراصل محبت دلی میلان کا نام ہے، کبھی یہ حسین وجمیل صورتوں کی طرف ہوتا ہے، کبھی خوبصورت آواز یا اچھے کھانے کی طرف، کبھی یہ لذت میلان باطنی معانی سے متعلق ہوتی ہے۔ جیسے صالحین، علماء اور صاحب فضل سے ان کے مراتب کی بناء پر محبت رکھنا، اور کبھی محبت ایسے لوگوں سے پیدا ہوجاتی ہے جو صاحب احسان ہیں، جنہوں نے مصائب اور شدائد میں مدد کی ہے، ایسوں کی محبت بڑی مستحسن ہے۔''

اور علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عبادت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی محبت ہے۔ اس کے علاوہ کسی سے محبت نہ ہو۔ اگر کسی سے ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔''

باب نمبر۲

اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ سے محبت کے بغیر انسان مؤمن نہیں بن سکتا، دلیل کے طور پر چند قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤٮِٕمٍ‌ؕ ذٰ لِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۵۴﴾﴾ (المائدہ: ۵۴)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی، اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، اور نرم دل ہوں گے اہل ایمان پر، اور سخت ہوں گے کفار پر۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔''

﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾﴾ (آل عمران: ۳۱)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔''

﴿قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ

وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ (التوبہ: ۲۴)

’’آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ ،تمہارے لڑکے ،تمہارے بھائی ،تمہاری بیویاں ،تمہارے کنبے قبیلے ،تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم اللہ کی طرف سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ (البقرہ: ۱۶۵ تا ۱۶۷)

’’بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا شریک اَوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے کرنی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کی ہے، اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔ جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے، اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے۔

اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش! ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کے لیے، یہ جہنم سے نہ نکلیں گے۔''

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝٨ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝٩﴾ (الدھر: ۸، ۹)

''اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (کہتے ہیں) ہم تو تمہیں صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے کھلاتے ہیں (اور) ہم نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں، نہ شکر گزاری۔''

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝١٧٧﴾ (البقرہ: ۱۷۷)

''ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے۔ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔''

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ

تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں دنیاوی مال ومتاع، دوست احباب، رشتہ دار، بیوی بچے الغرض کسی بھی چیز کو ترجیح نہیں دیتے، اور خالص اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر غربا اور مساکین پر خرچ بھی کرتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا حکم ہے، اسی طرح غیر اللہ سے محبت کرنا شرک ہے۔ نیز یہ بات بھی سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع اور اطاعت وفرمانبرداری کی جائے، اور آپ ﷺ کے منع کردہ ہر کام سے بچا جائے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہر دعویٰ جھوٹا ہے۔ ❶

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ ایسے کام جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت حاصل ہوتی ہے۔ ان کی توفیق صرف اللہ کے فضل سے ہی نصیب ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا مطالبہ ہر صورت کرتے رہنا چاہیے۔ ❷

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے محبت کے متعلق چند احادیث پیش خدمت ہیں:

سیدنا اُنس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ''ایک بدّو نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ (میری تیاری یہ ہے کہ میرے دل میں) اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت (ہے)۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو (قیامت کے دن) انھی کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔'' ❸

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں عمل کروں تو اللہ مجھے اپنا محبوب بنالے، اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۷۲. ❷ تفسیر احسن البیان، ص: /۳۱۰.

❸ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٧١٠.

''دنیا سے بے نیاز و بے رغبت ہو جا، اللہ تجھے محبوب رکھے گا، اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بھی بے نیاز ہو جا لوگ بھی تجھے محبوب رکھیں گے اور پسند کریں گے۔'' ❶

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔'' ❷

''جس مسلمان میت کی مسلمان لوگ تعریف کریں کہ یہ اچھا آدمی تھا یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس میت پر جنت کو واجب کر دیتا ہے۔'' ❸

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان دنیا میں جس کے ساتھ محبت کرے گا قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر اس کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہوگی تو وہ روز قیامت کامیاب وکامران ہوگا، اور اگر وہ کسی کافر ومشرک کے ساتھ محبت کرے گا تو اس کا انجام بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بے رغبت و بے نیاز ہو جائے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرے، تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ بھی بندے سے ملنا پسند فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کا ذریعہ ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کے مقام تک کیسے پہنچ سکتا ہے، اس سلسلے میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے دس امور کا ذکر فرمایا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: ٤١٠٢ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٩٤٤.

❷ صحيح بخاری، كتاب الرقاق، رقم: ٦٥٠٧، ٦٥٠٨ـ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: ٦٨٢٠.

❸ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، رقم: ١٣٦٧ـ١٣٦٨.

۱۔ غور و خوض سے تلاوت قرآن کرنا۔

۲۔ نوافل کا کثرت سے اہتمام کرنا۔

۳۔ ہر حال میں ذکر الٰہی سے زبان کو تر رکھنا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کو اپنی مرغوب چیزوں پر ترجیح دینا۔

۵۔ اللہ کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا میں غور کرنا۔

۶۔ اللہ کے احسانات اور نعمتوں کا مشاہدہ کرنا۔

۷۔ تضرع اور خشوع کے ساتھ دعا کرنا۔

۸۔ آسمانِ دُنیا پر نزول الٰہی کے وقت تنہائی میں اللہ کو یاد اور تلاوت قرآن کرنا۔

۹۔ نیک اور صالح لوگوں کی مجلس اختیار کرنا۔

۱۰۔ ہر اُس چیز سے دوری اختیار کرنا جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے دل میں حائل ہو۔ [1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے، اور اس کے اعمال، افعال اور عقائد سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہوں، اور وہ طریقہ محمدی ﷺ پر کاربند نہ ہو تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔'' [2]

اس بات کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) [3]

''جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔''

---

[1] دیکھئے: مدارج السالکین : ۱۸،۱۷/۳۔ مالک حقیقی کی محبت کو دل میں بٹھانے کے لیے یہ اسباب اور ان کا لحاظ بڑا اہم ہے۔ ان کی شرح کے لیے مزید دیکھئے عبدالعزیز مصطفیٰ کی تالیف " شرح اسباب الجالبة لمحبة الله" طبع دار طبية الرياض.

[2] تفسير ابن كثير: ٤٧٢/١.

[3] صحيح مسلم، كتاب الأقضية، رقم: ٤٤٩٣.

بعض اہل علم نے اللہ کی محبت کو دو درجوں میں تقسیم کیا ہے، ایک درجہ وجوب کا ہے یعنی ایسی محبت جو ہر اس چیز کے ساتھ محبت کو واجب کر دیتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، اور ہر اس چیز سے کراہت واجب کر دیتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کراہت کرتا ہے۔ ہر صاحب ایمان کے دل میں اس درجے کی موجودگی لازم ہے کیونکہ کسی کا ایمان بھی اس درجے کے بغیر کامل نہیں۔ رسول رب العالمین ﷺ کے اس فرمان ''بدکار جب بدکاری کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا، شراب خور جب شراب پیتا ہے تو مومن نہیں ہوتا۔'' [1] کا یہی مفہوم ہے۔

محبت کا دوسرا درجہ تقرب کا ہے کہ جس کے ذریعے انسان کا دل حبِ الٰہی سے اس قدر معمور ہو جاتا ہے کہ نوافل بھی ترک کرنا ناپسند کرتا ہے، مکروہ افعال سے بھی کراہت کرتا ہے حتیٰ کہ معمولی سے معمولی گناہ بھی اس کی نظر میں بہت بڑا ہو جاتا ہے، اور وہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہر لمحہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے بھی تیار رہتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! اگر مجھے علم ہو جائے کہ میں خود کو اس پہاڑ سے گرا دوں تو تو راضی ہو جائے گا تو میں ایسا کر گزروں، اور اگر مجھے یہ علم ہو جائے کہ میں خود کو آگ میں گرا دوں تو تو راضی ہو جائے گا تو میں یہ بھی کر گزروں، اور اگر میں یہ جان لوں کہ تیری رضا اس میں ہے کہ میں خود کو سمندر میں غرق کر ڈالوں تو میں اس سے بھی دریغ نہ کروں گا۔'' [2]

امام غزالی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

''کامل محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے محبت کی جائے، کیونکہ جب تک کسی کی طرف توجہ رہے گی دِل کا کوئی نہ کوئی گوشہ غیر اللہ کی طرف ضرور متوجہ رہے گا۔ اور جس قدر غیر اللہ میں مصروفیت ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ٢٠٢.

[2] اختيار الاولى في شرح حديث اختصام الملأ الأعلى: ١/ ٢٤.

محبت میں کمی ہو جائے گی۔'' ❶

بعض تابعین کا قول ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کیا جائے، کیونکہ انسان جس چیز سے بھی محبت کرتا ہے تو کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے۔ ❷

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامات میں رسول اللہ ﷺ سے محبت، فرشتوں سے محبت، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش، توبہ واستغفار، عدل وصدق، امانت کی تلاش، عاجزی اور کسر نفسی، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تمنا، اور اس کی راہ میں خرچ کرنا اور مصائب پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا وغیرہ جیسے اعمال بھی شامل ہیں۔

---

❶ محبت صفحہ ٢٤ / مطبوعہ دار السلام.

❷ اختیار الاولی : ١/ ٢٠.

باب نمبر۳

اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت

اللہ رب العزت اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت کے متعلق چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿٥٣﴾﴾

(النحل: ۵۳)

''تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں، اب جب بھی تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی طرف نالہ وفریاد کرتے ہو۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾﴾ (الزمر: ۵۳)

''میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش اور رحمت والا ہے۔''

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے بے پناہ محبت ظاہر ہوتی ہے کہ ایک طرف جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ وہاں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے والے گناہگار بندے پر ایک بڑا انعام یہ بھی کیا ہے کہ اسے سچی توبہ کے نتیجے میں تمام گناہوں کی معافی کی نوید سنائی ہے۔

کچھ احادیث سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرتا

ہے۔ان احادیث کو ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت تھی جو اپنے بچے کو تلاش کر رہی تھی۔ اچانک اسے قیدیوں میں اس کا بچہ مل گیا۔ اس نے بچے کو پکڑ کر سینے سے چمٹا لیا اور اُسے دودھ پلانے لگی (اس پر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے، کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں، اللہ کی قسم! جہاں تک اس کا بس چلے گا یہ اسے نہیں پھینکے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''یہ اپنے بچے پر جتنی مہربان ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔'' (1)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آئے گی، اور یہ (کتاب) عرش پر اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔'' (2)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غار (ثور) میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو (اُن) لوگوں کے قدم دیکھے (جو ہمارا پیچھا کرتے کرتے غار کے منہ تک پہنچ چکے تھے) میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کسی نے اپنی نگاہ نیچی کی تو ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے ابو بکر! خاموش رہو ہم دو ہیں مگر ہمارے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔'' (3)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو کوئی اور شے نہیں (ایک وہ) آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف کے باعث ٹپکے، اور (دوسرا وہ) خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہایا جائے۔ اور دو نشانوں میں ایک وہ نشان

---

(1) صحيح مسلم، كتاب التوبة، رقم: ٦٩٧٨. (2) صحيح مسلم، كتاب التوبة، رقم: ٦٩٦٩.

(3) صحيح بخارى، كتاب التوبة، رقم: ٦٩٦٩.

جو اللہ کی راہ میں (جدوجہد کرنے سے) رہ جائے (مثلاً جہاد میں زخم لگا اور اس کا نشان رہ گیا وغیرہ) اور (دوسرا) وہ نشان جو اللہ کے (عائد کردہ) فرائض میں سے کسی فرض کو ادا کرنے کے باعث ظاہر ہوا ہو (مثلاً نمازیں پڑھنے سے ماتھے پر سجدوں کا نشان پڑ جانا وغیرہ)۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جب رحمت پیدا فرمائی تو اس کے سو حصے کیے، ان سو میں سے صرف ایک حصہ رحمت کا اس دنیا میں اُتارا ہے، جس کی وجہ سے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور شفقت کا معاملہ کرتے ہیں۔ جیسے باپ اپنے بیٹے پر رحم کر رہا ہے یا ماں اپنے بچوں پر رحم کر رہی ہے، بھائی بھائی پر رحم کر رہا ہے یا بہن بہن پر رحم کر رہی ہے، یا ایک دوست دوسرے دوست پر کر رہا ہے۔ گویا دنیا میں جتنے لوگ بھی آپس میں شفقت اور رحم کا معاملہ کر رہے ہیں وہ ایک حصہ رحمت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں نازل فرمایا حتیٰ کہ گھوڑی کا بچہ جب دودھ پینے کے لیے آتا ہے تو گھوڑی اپنا پاؤں اُٹھا لیتی ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دودھ پینے کے دوران پاؤں بچے کو لگ جائے، یہ بھی اس سوویں حصے کا جز ہے، اور ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے ہیں، ان کے ذریعے آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کا مظاہرہ فرمائیں گے۔'' ❷

سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''بلاشبہ شیطان نے کہا کہ اے رب قسم ہے تیری عزت کی! میں تیرے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی، اس پر اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال اور بلندی کی قسم! میں ان کو بخشتا رہوں گا جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ ❸

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الجهاد، رقم: ١٦٦٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٠٠ وكتاب الرقاق، رقم: ٤٦٩۔ صحيح مسلم، کتاب التوبة، رقم: ٦٩٧٧.

❸ مسند احمد، رقم: ١٢٣٧۔ مستدرك حاكم: ٤/٢٦١۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

سیدنا ابوطویل شطب الممد ودالکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''وہ بڑھاپے کی حالت میں کہ جب ان کے ابرو بھی آنکھوں تک ڈھلک چکے تھے، اور وہ لاٹھی کا سہارا لے کر چل رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اُس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس نے ہر طرح کے گناہ کیے ہوں، ہر شکل میں ہر چھوٹا بڑا پاپ کیا ہو، اگر اس کے گناہ زمین پر بسنے والے تمام انسانوں پر تقسیم کر دیئے جائیں تو سب کے سب تباہ و برباد ہو جائیں۔ کیا ایسے بدبخت کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس تم نیک کام کرتے رہو اور برائیوں کو چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ تمہاری سابقہ ساری غلطیوں کو تمہارے لیے نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔ اس بوڑھے آدمی نے دریافت کیا: کیا میرے ہر طرح کے گناہ اور ہر قسم کی دھوکے بازیاں بھی معاف ہو کر نیکیوں میں بدل جائیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: اللہ اکبر، اور مسلسل یہی جملہ دہراتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔'' [1]

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے والدین سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بندوں کو آگ میں پھینکے۔ اسی لیے تو توبہ واستغفار سے وہ سابقہ بڑے سے بڑے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے بلکہ انہیں نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ وہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہے جبکہ ایک برائی کے بدلے ایک برائی ہی لکھتا ہے۔ وہ اپنی طرف ایک قدم بڑھانے والے کی طرف تین قدم بڑھاتا ہے، اور اپنی طرف چل کر آنے والے کی طرف بھاگ کر آتا ہے۔ یہ سب امور بندوں سے اللہ کی محبت کا مظہر ہیں۔

---

[1] كشف الأستار، رقم: ٣٢٤٤ـ مجمع الزوائد: ١٠/٢٤٢، رقم: ١٧٥٣٨ـ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بزار کے راوی، صحیح کے راوی ہیں۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں خود بندے سے محبت کرتا ہے وہاں فرشتوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ میرے اس محبوب بندے سے محبت کرو جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے، میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر جبرئیل علیہ السلام تمام آسمان میں منادی کرتے ہیں (اے مقرب فرشتو!) اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، چناچہ آسمان والے تمام فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ اہل زمین کے ہاں بھی محبوب بن جاتا ہے، اس آدمی کے لیے زمین والوں میں قبول رکھ دیا جاتا ہے۔'' ❶

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے دعائیں:

انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کی دعا کرتا رہے، جیسا کہ ایک حدیث میں یہ دعا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

۱۔ ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ ، وَتَرْكَ الْمُنْکَرَاتِ ، وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ ، وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ ، وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ ، اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّكَ ، وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُ اِلٰی حُبِّكَ .)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کرنے، اور برائی سے بچنے، اور مسکینوں سے محبت کی توفیق کا سوال کرتا ہوں، اور یہ کہ تو مجھے معاف کر دے، اور میرے اوپر رحم کر، اور اے اللہ! جب تو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنہ میں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٤٠.

❷ مسند احمد ٥/ ٢٤٣ ۔ سنن الترمذی، أبواب التفسیر، رقم: ٣٢٣٥ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ڈالے بغیر موت دے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت کا، اُس شخص کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہو، اور اس کام سے محبت کا جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔''

۲۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع روایت میں ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ ، وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ ، وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ .)) ❶

''اے اللہ میں تیری محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے اللہ! تو اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان، میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔''

بہرحال جسے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے یقیناً وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ آئندہ کی سطور میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کے متعلق کتاب وسنت کی تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، تاکہ ہم بھی ان جیسے اعمال وافعال اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے مستحق بن جائیں۔ (آمین)

۱۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴾ (التوبہ: ٤)

''بلاشبہ اللہ متقی و پرہیزگار لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔''

---

❶ شعب الإیمان، رقم: ٥٣٣۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم: ٢٩٩٨.

عقیدہ واسطیہ کے شارح محمد خلیل ہراس رقمطراز ہیں:

''اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو ہر کام میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔'' ❶

قرآن میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل تقویٰ سے اپنی محبت کا اظہار یوں فرمایا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۹۶﴾

(الاعراف: ٩٦)

''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے، اور پرہیز گاری اختیار کرتے، تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔''

معلوم ہوا کہ متقی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی برکتوں کے خزانے کھول دیتا ہے۔ مشکلات میں ان کی مدد فرماتا ہے، اور ان کے لیے رزق میں بھی فراخی فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

(الطلاق: ٢، ٣)

''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔''

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے ''صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی انسان کے لیے ہر تنگی میں چھٹکارے کی راہ نکال دیتا ہے، اور جو متقی نہیں وہ ہر تنگی وسختی میں مبتلا ہو

---

❶ شرح العقیدہ الواسطیۃ، ص: ١٠٣.

جاتا ہے۔'' ❶

۲۔احسان کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾﴾ (اٰل عمران : ١٣٤)

''اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''غیر کی طرف احسان یا تو اسے نفع پہنچا کر ہوتا ہے، یا پھر اس سے کوئی تکلیف یا نقصان دور کر کے۔ دوسروں کو نفع پہنچا کر احسان کرنے سے مراد ہے انفاق فی سبیل اللہ، علم کو آگے پہنچانا بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔ دوسروں سے تکلیف دور کر کے احسان یہ ہے کہ انسان کسی کی طرف سے برائی کے بدلے میں اس سے برا سلوک نہ کرے۔ غصہ پی جانا بھی اسی قبیل سے ہے۔'' ❷

۳۔صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٤٦﴾﴾ (الانفال : ٤٦)

''اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلافات نہ کرو، ورنہ بزدل ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اور سورۂ ''اٰل عمران'' میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾﴾ (اٰل عمران : ١٤٦)

---

❶ زاد المسیر: ٦/ ٤٠.

❷ تفسیر کبیر : ٤/ ٣٩٩.

''اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

مشکلات، مصائب اور آزمائشوں میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا یقیناً مشکل کام ہے، مگر جو لوگ یہ کام کرتے ہیں، اور ثابت قدم رہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں اجر بھی بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ۱۰)

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر عطا کیا جاتا ہے۔''

''صبر کی یہ وہ عظیم فضیلت ہے جو ہر مسلمان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ جزع فزع اور بے صبری سے نازل شدہ مصیبت ٹل نہیں جاتی۔ جس خیر اور فائدے سے محرومی ہوگئی ہے وہ حاصل نہیں ہو جاتا، اور جو ناگوار صورتِ حال پیش آچکی ہوتی ہے، اس کا اندفاع ممکن نہیں۔ جب یہ بات ہے تو انسان صبر کر کے وہ اجر عظیم کیوں نہ حاصل کرے جو صابرین کے لیے اللہ نے رکھا ہے۔'' [1]

۴۔ نیکی کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾﴾

(النحل: ۹۷)

''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔''

اس سلسلے میں مزید چند آیات پیش خدمت ہیں:

---

[1] تفسیر احسن البیان، ص: ۱۲۹۰.

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾﴾

(مریم : ٩٦)

''بے شک جو ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا کر دے گا۔''

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾﴾ (آل عمران : ١٣٤)

''جو لوگ آسانی میں بھی اور سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پیتے اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ (الاعراف : ٥٥،٥٦)

''تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو نہایت عجز وانکساری کے ساتھ اور چپکے چپکے سے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔ اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ، اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے۔ بے شک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔''

﴿فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾﴾ (آل عمران : ١٤٨)

''پس اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا، اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی، اور اللہ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔''

﴿وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾﴾ (الشوریٰ: ٢٥، ٢٦)

''وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے۔ ایمان والوں اور نیک لوگوں کی سنتا ہے، اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرماتا ہے، اور کفار کے لیے سخت عذاب ہے۔''

معلوم ہوا کہ ہر وقت نیک کاموں میں مصروف رہنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نیکی کا بدلہ بھی بہت بڑھا چڑھا کر دیتا ہے، جیسا کہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث قدسی میں ہے:

''جو نیکی لایا تو اس کے لیے اس کا دس گنا اجر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور جو شخص برائی لایا تو برائی کا بدلہ اس جیسی برائی (یعنی سزا) ہے یا میں معاف کر دوں۔ اور جو میرے قریب ہوا (میری اطاعت کے ذریعہ) ایک بالشت تو میں اس کے قریب ہو جاؤں گا دو ہاتھ، اور جو شخص آیا میری طرف چلتے ہوئے میں اس کے پاس آؤں گا دوڑ کر یعنی اس پر اپنی وافر رحمت برساؤں گا، اور اس کی جانب سبقت کروں گا (تاکہ اس کو بکثرت چلنے کی ضرورت نہ پڑے)۔ اور جو مجھ سے زمین بھر خطاؤں کے ساتھ ملاقات کرے گا بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کیا ہو تو میں اس کی مانند (یعنی زمین بھر کر) مغفرت لے کر ملاقات کروں گا۔''[1]

۵۔ اللہ پر توکل کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ٦٨٣٣.

لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ (ال عمران : ١٥٩، ١٦٠)

''بالیقین خواہ تم مرجاؤ یا مارڈالے جاؤ، جمع تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کئے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں، اور اگر آپ تند خو، سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ سو آپ اِن سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں، اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہوجائے تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿٣﴾﴾ (الطلاق : ٣)

''جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں، اور جو لوگ اللہ پر توکل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی مشکلات کو آسان بنا دیتا ہے، اور ان کے معاملات کی اصلاح فرما دیتا ہے، اور انہیں کافی ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر کمال توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے آگ میں چھلانگ لگا دی تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی والی بنا دیا۔ [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٥٦٣، ٦٥٦٤.

﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾﴾ (الانبیاء: ٦٩)

''ہم نے کہا، اے آگ! تو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان وغیرہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو چھپکلی کے علاوہ تمام چوپایوں نے آگ بجھانے کی کوشش کی تھی، چھپکلی آگ میں پھونک مارتی تھی، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے مارنے کا حکم دیا ہے، وہ زہریلی اور برص والی تھی۔'' محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابراہیم جب آگ میں ڈالے گئے تو پہلا کلمہ جو ان کی زبان پر آیا ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' تھا، ''ہمارا اللہ ہمارے لیے کافی ہے، اور وہ بڑا کارساز ہے۔'' (تیسیر الرحمن، ص: ٩٣٢)

اسی طرح جب ایک دیہاتی نے تلوار پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کرنا چاہا اور آپ کو کہا کہ آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پر توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''اللہ'' تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ [1]

اسی طرح اگر آج بھی ہم صرف اللہ پر توکل و بھروسہ کریں تو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہم سے محبت کرے گا، بلکہ ہمیں پرندوں کی مانند رزق بھی عطا فرمائے گا کہ جب وہ صبح کو نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں، اور جب شام کو واپس لوٹتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔ [2]

٦۔ توبہ و استغفار کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٩٤٩.

[2] سنن ترمذی، کتاب الزهد، رقم: ٢٣٤٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾﴾ (البقرة : ٢٢٢)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں، اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ جب وضو کر لیتے تو آپ یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ.)) [1]

''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں، اور پاک صاف رہنے والوں سے بنا دے۔''

۷۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾﴾ (آل عمران : ٣١)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو بدعات سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ بدعت سنت کی ضد ہے۔ بدعت کی عام فہم تعریف یہ ہے کہ نیا کام دین میں شامل کرنا، اور وہ مردود ہے اور بدعات کو رواج دینے والا شخص تو شدید مجرم ہے، کیونکہ اس کی موت کے بعد بھی اس بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے گناہ کا حصہ اس کے نامہ اعمال میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ شدید مجرم اس لحاظ سے بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو شارع کے مقام پر سمجھتا ہے، اور اپنے وضع کردہ نئے کام کو دین کا حصہ بنا کر دین کو مکمل کرنا چاہتا ہے، حالانکہ دین رسول اللہ ﷺ کی

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الطهارة، رقم: ٥٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اس ''صحیح'' کہا ہے۔

زندگی میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔'' ❶

۸۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے:

اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ اپنے دین سے پھر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہوگا۔ ان لوگوں کی ایک صفت یہ ہوگی کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوں گے۔ مجاہدین سے محبت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝٤﴾ (الصّف: ٤)

''بے شک اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔''

۹۔ انصاف کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝٩﴾ (الحجرات: ٩)

''اور انصاف کیا کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

سورۂ مائدہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝٤٢﴾

(المائدہ: ٤٢)

''اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً انصاف کرنے والوں کے ساتھ اللہ محبت کرتا ہے۔''

اور ''سورۂ ممتحنہ'' میں ہے:

---

❶ تیسیر القرآن (اردو) : ١/٢٥٨.

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸﴾

(الممتحنہ: ۸)

''جن لوگوں نے تم سے مذہبی لڑائی نہیں لڑی، اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا، ان کے ساتھ اچھا سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

انصاف کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی ہو جاتا ہے کہ روز قیامت جب کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا، تو اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائیں گے۔ ان میں سے ایک عدل وانصاف کرنے والا حکمران ہوگا۔ ❶

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''دنیا میں انصاف کرنے والے لوگ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے نور کے منبروں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے، اور یہ انہیں دنیا میں انصاف کرنے کا صلہ دیا گیا ہوگا۔'' ❷

۱۰۔ پاکیزہ رہنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸﴾

(التوبہ: ۱۰۸)

''آپ اس (مسجد ضرار) میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن

---

❶ صحيح بخاري: كتاب الأذان، رقم: ٦٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، رقم: ١٨٢٧۔ مصنف ابن ابی شيبة: ٨١/٨۔ مصنف عبدالرزاق: ٣٢٥/١١۔ السنن الكبرى، للنسائى: ٤٦٠/٣.

سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝۲۲۲﴾ (البقرة: ۲۲۲)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں، اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ نے جس قول کو زیادہ قوی قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ ''توبہ کرنے والوں سے مراد ہے گناہوں سے توبہ کرنے والے، اور پاکیزہ رہنے والوں سے مراد ہے جنابت اور بے وضوئی سے پاک رہنے والے۔'' [1]

۱۱۔صدقہ وخیرات کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝۹۲﴾ (آل عمران: ۹۲)

''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝۱۳۳ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۳۴﴾

(آل عمران: ۱۳۳، ۱۳۴)

---

[1] فتح القدير: ۳۰۲/۱.

''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی اور سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

سورۃ الحدید میں ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱﴾

(الحدید: ۱۱)

''کوئی ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے، پھر اللہ اسے اس کے لیے بڑھاتا چلا جائے، اور اس کا پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے۔''

ان مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں، اور اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''روز قیامت جب کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو اس قدر چھپا کر صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔'' [1]

ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس پر رشک جائز ہے۔ [2]

کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر صدقہ بھی جہنم سے نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کی ایک گٹھلی کے بدلے ہی۔'' [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، رقم: ٦٦٠.

[2] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ٧٣.

[3] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: ١٤١٧.

رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا جاتا آپ عطا فرما دیتے۔ ❶

اس لیے ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ نہ کچھ ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہا کریں۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے:

اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ بھی بہت پسند ہیں کہ جن کا ہر عمل صرف اللہ کی رضا کے لیے ہی ہوتا ہے۔ ان کی ہر لمحہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہم کوئی ایسا کام کریں جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو جائے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں مذکور ہے کہ جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جلدی جلدی اپنے رب سے ہم کلام ہونے کے لیے کوہِ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا:

﴿وَ مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾﴾ (طه: ٨٣، ٨٤)

''اے موسیٰ! تجھے اپنی قوم سے غافل کر کے کون سی چیز جلدی لے آئی؟'' تو انہوں نے جواب دیا ''اے میرے پروردگار! میں نے تیری طرف جلدی اس لیے کی تاکہ تو خوش ہو جائے۔''

اس ضمن میں مزید چند آیات حسب ذیل ہیں:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾﴾ (البقرة: ٢٠٧)

''اور لوگوں میں (ایک وہ ہے) جو اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔''

﴿وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٣٤.

وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ
اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (الکہف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو انہی کے ساتھ رکھا کرو جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں، اور اُسی کی رضا جوئی کے متمنی ہیں، خبردار! آپ کی نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جاؤ۔ دیکھو اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾﴾

(الدھر: ۹)

''ہم تو تمہیں صرف اللہ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکرگزاری۔''

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾﴾

(الانعام: ۱۶۲)

''آپ فرما دیجیے کہ یقیناً میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے، جو سارے جہان کا مالک ہے۔''

﴿الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾﴾ (اللیل: ۱۸ - ۲۱)

''جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہوگا کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو، بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا مطلوب ہوتی ہے، یقیناً وہ اللہ بھی عنقریب رضامند ہو جائے گا۔''

ان مذکورہ بالا آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ پسند ہیں جو اپنی عبادات' معاملات' معیشت' معاشرت' یعنی زندگی کے ہر شعبے میں اس کے احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہیں

حتی کہ موت کی چاہت بھی اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ رب العالمین راضی ہو جائے، وہ نہ تو ریا کاری کرتے ہیں (کیونکہ ریا کاری انسان کی تمام محنتوں اور کوششوں کو برباد کر دیتی ہے) اور نہ ہی دنیا میں بلندی چاہتے ہیں (کیونکہ ان کا مطمع نظر صرف آخرت کی کامیابی ہوتی ہے) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ ﴾ (القصص : ۸۳)

''آخرت کا یہ اچھا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے' نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی! میں تجھ سے طلب گار تیرا

اور بقولِ کسے:

تلاشِ طلب میں وہ لذت ملی
دعا کر رہا ہوں کہ منزل ہی نہ آئے

۱۳۔ شکر کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾ ﴾

(الزمر : ۷)

''اگر تم ناشکری کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم سب سے بے نیاز ہے، اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا، اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس کی وجہ سے تم سے خوش ہو گا۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا، پھر تم سب کا لوٹنا تمہارے رب ہی کی طرف ہے تمہیں وہ بتلا دے گا جو تم کرتے تھے۔ یقیناً وہ دلوں تک کی باتوں کا واقف ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں سے راضی اور ناشکری کرنے والوں سے ناراض ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ انہیں اپنے عذاب سے محفوظ کر لیتا ہے، اور جو ناشکری کرتے ہیں انہیں عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾﴾ (النسآء: ۱۴۷)

''اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور با ایمان رہو، اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا، اور پورا علم رکھنے والا ہے۔''

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾﴾ (ابراھیم: ۷)

''اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھی جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبری کا شرف عطا فرمایا، اور انہیں اپنی ہم کلامی کے لیے منتخب فرمایا تو انہیں حکم دیا ﴿وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾﴾ (الاعراف: ۱۴۴) ''شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔''

تاہم شیطان کی ہر لمحہ یہی کوشش ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کا ناشکرا بنا دے، جیسا کہ اس نے

اللہ تعالیٰ سے ہی مخاطب ہو کر کہا تھا کہ:

﴿ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ ﴾ (الاعراف: ۱۷)

''میں ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی، اور ان کے پیچھے سے بھی، اور ان کی دائیں جانب سے بھی، اور ان کی بائیں جانب سے بھی، اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔''

چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شکر کا معنی اعترافِ نعمت ہے، اور اس کے تین مدارج ہیں:

۱۔ (قلبی):......یعنی انسان دل سے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اعتراف کرے۔

۲۔ (قولی):......تحدیثِ نعمت کے طور پر زبان سے بھی اس کا اقرار کرے، اور اللہ کے احسانات کا دوسروں کے سامنے تذکرہ کرے۔

۳۔ (عملی):......یعنی اس شکر کے اثرات اس کے اعضاء و جوارح سے بھی ظاہر ہوں۔

یہ تینوں درجات دراصل لازم وملزوم ہیں، اور بالترتیب وجود میں آتے ہیں۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کا خیال کرتا ہے تو اس کا دل اللہ کی محبت اور وفاداری کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ پھر انہی وفورِ جذبات کا یہ اثر ہوتا ہے کہ خودا کیلئے بھی اور دوسروں کے سامنے بھی ان احسانات کا تذکرہ کرتا ہے، اور اس سے دل میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ پھر اس محبت و اخلاص کا اس کی فکر پر یہ اثر ہوتا ہے کہ اللہ کے جتنے زیادہ مجھ پر احسانات ہیں اتنا ہی زیادہ مجھے اس کا مطیع و فرمانبردار اور عبادت گزار بننا چاہیے، اور اس کی واضح مثال یہ واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری زندگی میں رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے تو آپ کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیے ہیں پھر آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جواب دیا ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں''

یہ واقعہ بہت سی احادیث صحیحہ میں مذکور ہے، اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ سچے مومن پر اللہ کے جتنے احسانات اور جتنا فضل و کرم ہوتا ہے اتنا ہی اس کے جذبات، محبت، خلوص اور وفاداری جوش میں آتے ہیں، اور وہ ہر طرح سے ان احسانات کے شکر کا اظہار کرنے لگتا ہے۔'' ❶

۱۴۔ عہد کی پاسداری کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱﴾ (المومنون: ۸ - ۱۱)

''جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی وارث ہیں، جو فردوس (بہشت اعلیٰ) کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ مومن بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ عہد پورا کرتے ہیں کیونکہ عہد پورا نہ کرنا اللہ کی بہت بڑی ناراضگی کا باعث ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳﴾ (الصف: ۲،۳)

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔''

نیز رسول اللہ نے وعدہ خلافی نفاق کی ایک علامت بتلائی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ تیسر القرآن (اردو) : ۱/ ۴۷۸.

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) ❶

''منافق انسان کی تین علامات ہیں، جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ کہتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے، اور جب اس کے پاس کوئی چیز بطورِ امانت کے رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔''

۱۵۔ اللہ کی راہ میں مشقت برداشت کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾﴾

(العنکبوت: ٦٩)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔ یقیناً اللہ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔''

معلوم ہوا کہ جو لوگ دین پر عمل کے نتیجے میں پیش آنے والی آزمائشوں' مشقتوں اور دشواریوں کو برداشت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے اپنی رضا تک پہنچنے کے تمام راستے آسان بنا دیتا ہے، اور دنیا و آخرت میں انہیں کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ایک تو انسان کی راہِ حق کی تمام کوششیں اس کے اپنے فائدے کے لیے ہی ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾﴾

(العنکبوت: ٦)

''اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ ویسے تو اللہ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ٢١١.

اور دوسرے یہ کہ مشقت برداشت کرنے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے۔ ساری زندگی انسان مشقت برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے:

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت

۱۶۔ ہر حال میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنے والے:

اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ تمام پیغمبر اسی صفت کے ساتھ متصف تھے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ سیّدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی دعوت پر کان نہ دھرے تو انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام ایک لمبا عرصہ بیمار رہے مگر انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا۔ سیّدنا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا۔ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میدانِ بدر میں تھے تو انہوں نے بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا۔ بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام انبیاء علیہم السلام کو مشکلات و مصائب سے نجات عطا فرمائی، ان کی نصرت فرمائی، بلکہ انہیں غلبہ عطا فرمایا، اور عام قانون بنا دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ﴾

(البقرہ: ۱۸۶)

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے میں

قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں۔ اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

لہٰذا ان برگزیدہ ہستیوں کی طرح آج ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی ہر مشکل میں اور ضرورت وحاجت کے وقت صرف اللہ کو ہی پکارے، کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی کچھ کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تو پھر کسی اور کو پکارنے کا کیا فائدہ؟ یہ بھی یاد رہے کہ پکارنا اور دعا کرنا عبادت ہے، اور جو بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارے گا، وہ اس کی عبادت اور اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اور شرک کو اللہ تعالیٰ ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔

۱۷۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ ﴾ (البلد ١٢ – ١٨)

''اور کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا یا بھوک والے دن کھانا کھلانا' کسی رشتہ دار یتیم کو یا مفلس مسکین کو پھر ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے، اور ایک دوسرے کو صبر اور رحم کرنے کی وصیت کی۔ یہی لوگ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے جانے والے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ جو لوگ دیگر اعمالِ صالحہ بجا لانے کے ساتھ ساتھ بھوکوں کو کھانا بھی کھلاتے ہیں انہی لوگوں کو روزِ قیامت دائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے، اور وہ جنت کے مستحق قرار پائیں گے۔ اس کے برعکس جو لوگ بھوکوں' فقیروں' مسکینوں اور محتاجوں کو نہ کھانا کھلاتے ہیں، اور نہ ہی انہیں کھلانے کی دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں، وہ جہنم میں گرے ہوں

گے، اور جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تم جہنم میں کیوں گرا دیئے گئے؟ تو وہ اپنی ہلاکت کا ایک سبب یہ بھی بیان کریں گے۔

﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ﴾ (المدثر: ٤٤)

''اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

امام طبری رحمہ اللہ نے ان لوگوں کے مساکین کو کھانا نہ کھلانے کے دو سبب بیان کیے ہیں: ایک تو یہ لوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں بخل کرتے تھے۔ اور دوسرے مساکین کو ان کا حق نہیں دیتے تھے۔ [1]

اس لیے بخل سے بھی بچنا چاہیے، اور غرباء و مساکین کو ان کا مکمل حق بھی ادا کرنا چاہیے۔

۱۸۔ غصہ پی جانے والے:

اہل جنت کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ (آل عمران: ١٣٤)

''وہ لوگ غصہ پی جانے والے ہیں۔''

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ (الشوریٰ: ٣٧)

''اور وہ غصے کے وقت معاف کر دیتے ہیں۔''

فی الواقع غصہ پی جانا بڑی بہادری کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو لڑائی میں پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت غصہ برداشت کر جائے۔'' [2]

---

[1] تفسیر طبری: ٣٧/٢٤.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم: ٦١١٤.

اسی طرح ایک مرتبہ کسی آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''غصہ نہ کیا کر'' اس نے بار بار وصیت کی درخواست کی، اور آپ ﷺ نے ہر بار اسے یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کر۔ ❶

۱۹۔ بے نیاز، شہرت سے دور رہنے والے:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو دوست و محبوب رکھتا ہے جو پرہیزگار، بے نیاز اور گمنام ہو۔'' ❷

۲۰۔ معاملات میں نرمی اختیار کرنے والے:

فرمانِ نبوی ہے کہ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمام معاملات میں نرمی اختیار کرنا پسند ہے۔'' ❸

۲۱۔ خرید و فروخت اور فیصلہ کرنے میں نرمی کرنے والے:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ خرید و فروخت اور فیصلہ کرنے میں نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے۔'' ❹

۲۲۔ صاف ستھرے اور خوبصورت بن کر رہنے والے:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ .)) ❺

''یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے، اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم الحدیث: ٦١١٦.

❷ صحیح مسلم، کتاب الزهد، رقم: ٧٤٣٢.

❸ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب کیف یرد علی اهل الذمة السلام، رقم: ٦٢٥٦.

❹ سنن ترمذی، کتاب البیوع، رقم: ١٣١٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❺ صحیح الجامع الصغیر للألبانی، رقم: ١٧٤١.

۲۳۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رخصتوں کو اپنانے والے:

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی رخصتوں کو اختیار کیا جائے جیسا کہ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ اس کی معصیت کا ارتکاب کیا جائے۔'' ❶

۲۴۔ صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانے والے:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کی قسم اٹھاؤ' نیکی کرو اور سچ بولو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس (کے نام) کی قسم اٹھائی جائے۔'' ❷

۲۵۔ اعمال صالحہ پر مضبوطی سے قائم رہنے والے:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ تم میں سے جب کوئی عمل کرے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہے۔'' ❸

۲۶۔ بلند اخلاق والے:

سیّدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِي الْاَخْلَاقِ .)) ❹

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بلند اخلاق والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے نافرمانوں حتیٰ کہ کافروں اور مشرکوں کو بھی وافر رزق عطا فرماتا ہے، اور انہیں گاہے گاہے ایسے مواقع بھی فراہم کرتا رہتا ہے کہ وہ معاصی سے اجتناب کر کے ہدایت کی راہ اپنا لیں۔ بندوں سے اللہ کی محبت کا اندازہ اس کے اسماء حسنیٰ سے بھی ہوتا ہے کہ جن کے معنی ومفہوم میں ہی

---

❶ مسند احمد: ۱۰۸/۲، ارواء الغلیل: ۹/۳. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۱۱.

❸ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۸۰.

❹ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۸۸۹.

بندوں کے لیے بے پناہ محبت چھپی ہوئی ہے۔ چند اسماء حسنیٰ پیش خدمت ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ (بہت مہربان)	اَلْوَلِیُّ (بڑا مددگار)
اَلْحَلِیْمُ (بڑا بردبار)	اَلرَّحِیْمُ (نہایت رحم کرنے والا)
اَلتَّوَابُ (بہت توبہ قبول کرنے والا)	اَلشَّکُوْرُ (قدردان)
اَلسَّلَامُ (سلامتی والا)	اَلْعَفُوُّ (بہت زیادہ معاف کرنے والا)
اَلْحَفِیْظُ (سب کا محافظ)	اَلْمُؤْمِنُ (امن وایمان دینے والا)
اَلرَّؤُفُ (بہت بڑا شفیق)	اَلْکَرِیْمُ (عزت والا)
اَلْمُھَیْمِنُ (نگہبان)	اَلْھَادِیُ (ہدایت دینے والا)
اَلْمُجِیْبُ (دعائیں سننے اور قبول کرنے والا)	اَلْغَفَّارُ (بخشنے والا)
اَلرَّشِیْدُ (رشد و ہدایت دینے والا)	اَلْوَدُوْدُ (بہت محبت کرنے والا)
اَلرَّزَاقُ (روزی دینے والا)	اَلصَّبُوْرُ (بڑے صبر وتحمل والا)
اَلْحَسِیْبُ (سب کے لیے کفایت کرنے والا)	اَلسَّمِیْعُ (سب کچھ سننے والا)
اَلْغَفُوْرُ (بہت بخشنے والا)	اَلْوَکِیْلُ (بہت بڑا کارساز)

پس ان اسماء حسنیٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوسکتی ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہے، اور اس کا ارادہ ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ کی محبت مل جائے یعنی وہ رب العزت کا محبوب بن جائے تو ان اسمائے حسنیٰ کو یاد کرے، اور ان کا ورد زبان زدِ عام کرے۔ بقول شاعر ؎

ہم نے کیے گناہ اس نے نہ کی پکڑ
کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے

باب نمبر۴

اللہ جن سے محبت نہیں کرتا

ا۔ حد سے تجاوز کرنے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾﴾ (البقرة : ١٩٠)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

قتال اور جنگ میں حد سے تجاوز یہ ہے کہ جو کام دوران جنگ ممنوع ہیں ان کا ارتکاب کیا جائے مثلاً، مثلہ کرنا' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنا' اسی طرح درخت وغیرہ جلانا یا جانوروں کو بغیر مصلحت کے مار ڈالنا وغیرہ۔ [1]

دعا میں حد سے تجاوز یہ ہے کہ انسان ایسی چیزوں کی دعا مانگے جو عادتاً یا شرعاً محال ہوں یا معاصی یا لغو چیزوں کی طلب کرے، یا ایسا سوال کرے جو مانگنے والے کی شان اور حیثیت کے مطابق نہ ہو۔ مثلاً اپنے لیے بادشاہ بننے کی دعا کرے کہ بیٹھے بٹھائے بادشاہت مل جائے وغیرہ وغیرہ۔ [2] اسی طرح ہر عمل میں ممنوعات کا ارتکاب اس میں حد سے تجاوز اور زیادتی کہلائے گا۔

۲۔ کافر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ﴿٤٥﴾﴾ (الروم : ٤٥)

''بلاشبہ وہ (اللہ تعالیٰ) کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

---

[1] تفسیر ابن کثیر : ۱/۵۲۳.

[2] ماخوذ از تیسیر القرآن : ۲/۶۰.

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾﴾ (البقرة: ٢٦٤)

''اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا اس لیے ان کے تمام اعمال ضائع کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٥﴾﴾

(المائدة: ٥)

''اور جو ایمان سے انکار کرے گا تو یقیناً اس کے عمل برباد ہو گئے، وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

۳۔ مشرک:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾﴾ (النسآء: ١١٦)

''اللہ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں! شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰي وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى

وَاِلۡیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ
وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۶﴾ وَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَ اِخۡوَانِہِمۡ ۚ
وَ اجۡتَبَیۡنٰہُمۡ وَ ہَدَیۡنٰہُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہۡدِیۡ
بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَ لَوۡ اَشۡرَکُوۡا لَحَبِطَ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾
اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحُکۡمَ وَ النُّبُوَّۃَ ۚ فَاِنۡ یَّکۡفُرۡ بِہَا ہٰۤؤُلَآءِ
فَقَدۡ وَکَّلۡنَا بِہَا قَوۡمًا لَّیۡسُوۡا بِہَا بِکٰفِرِیۡنَ ﴿۸۹﴾ (الانعام: ۸۳-۸۹)

''اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔ اور ہم نے ان کو اسحٰق دیا اور یعقوب۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت دی، اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں، اور نیز زکریا اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو، سب پورے شائستہ لوگوں میں سے تھے۔ اور نیز اسماعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی۔ اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ بھائیوں کو' اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہِ راست کی ہدایت کی۔ اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے' اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر بالفرض یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے ان کے سب اکارت ہو جاتے۔ یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔''

سورۃ الزمر میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝٦٤ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٦٥ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝٦٦﴾ (الزمر: ٦٤ - ٦٦)

''آپ کہہ دیجئے اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو۔ یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔''

شرک یہ ہے کہ عبادت کی کسی بھی قسم کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیا جائے، جیسے غیر اللہ کو پکارنا' غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا اور غیر اللہ کے لیے نذر ماننا وغیرہ۔ [1]

۴۔ منافق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝١٣ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٤ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝١٥﴾

(البقرہ: ۱۳ - ۱۵)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف لائے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ! یقیناً یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں، اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے

[1] نور التوحید و ظلمات الشرک: ۳۸/۱.

ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے، اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾﴾

(النسآء: ١٤٥)

''منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے' ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔''

نفاق یہ ہے کہ بھلائی ظاہر کی جائے، اور برائی کو چھپایا جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اعتقادی (۲) عملی

اعتقادی نفاق:

اعتقادی نفاق یہ ہے کہ انسان اسلام ظاہر کرے مگر اس کے دل میں کفر وعناد ہو، اور اس نے دل سے اسلام قبول ہی نہ کیا ہو۔

عملی نفاق:

عملی نفاق یہ ہے کہ دلی طور پر اسلام تو قبول کیا ہو مگر اس کے عمل میں کوتاہی ہو، جیسا کہ حدیث میں منافقین کی علامات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''منافق وہ ہے جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔'' [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق، رقم: ٣٣۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق، رقم: ٥٩.

۵۔ متکبر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾﴾ (النسآء: ٣٦)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں رکھتا جو اترانے والا، فخر کرنے والا ہو۔''

سورۃ الاعراف میں ارشاد ہے:

﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾﴾ (الاعراف: ١٤٦)

''میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں، اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ اُن پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بتائیں، اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں، یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔''

سورۃ القصص میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ

مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَ
قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ
وَ لَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ
لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ
اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ لَوْ لَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ
وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ (القصص : ٧٦ - ٨٢)

’’قارون تھا تو قوم موسیٰ سے لیکن ان پر ظلم کرنے لگا تھا، ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقت ور لوگ بہ مشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اِترا مت! اللہ اِترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول، اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو' یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔ قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے' کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے۔ اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کی باز پرس ایسے وقت نہیں کی جاتی۔ پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا' تو دنیاوی زندگی کے خواہاں کہنے لگے کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا ہی قسمت

کا دھنی ہے۔ اہل علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور مطابق سنت عمل کریں یہ بات انہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر وسہار والے ہوں۔ آخر ہم نے اُسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی، نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہو سکا۔ اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزومندیاں کر رہے تھے وہ آج کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی، اگر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔''

سورہ لقمان میں ہے:

﴿ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ ﴾ (لقمان: ۱۸)

''لوگوں کے سامنے اپنے رخسار نہ پھلا، اور زمین پر اِترا اکڑ کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خور کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' [1]

ایک فرمانِ نبوی علیہ الصلاۃ والسلام یوں ہے کہ ''ایک مرتبہ ایک آدمی تکبر کی چال چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔'' [2]

امام ذہبی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانة، رقم: ٩١.

[2] مسند احمد: ۴۰/۳۔ مجمع الزوائد: ۱۲۶/۵۔ علامہ ہیثمی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''بعض سلف نے کہا کہ پہلا گناہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی وہ تکبر ہی تھا (جیسا کہ ابلیس نے تکبر کی وجہ سے ہی سجدے سے انکار کیا تھا)۔'' ❶

اور تکبر کیا ہے؟ اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانِ عالی شان کافی ہے:

((بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ .)) ❷

''(کہ تکبر) حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔''

۶۔ فاسق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾﴾ (المائدة: ۱۰۸)

''اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔''

سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾﴾ (التوبة: ۹۶)

''یقیناً اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔''

۷۔ ظالم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾﴾ (آل عمران: ۵۶، ۵۷)

''پھر کافروں کو تو میں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا' اور اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ لیکن ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو اللہ ان کا ثواب پورا پورا

---

❶ الكبائر : ۱/۷٦.

❷ صحيح الادب المفرد للألبانی، رقم : ٥٥٦.

دے گا اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔‘‘

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝﴾ (ابراھیم: ۲۷)

’’ایمان والوں کو اللہ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں! ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔‘‘

سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:

﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (الشوریٰ: ۴۰)

’’اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے، اور جو معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ فی الواقع اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا الظُّلْمَ ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

’’ظلم سے بچو یقیناً روزِ قیامت ظلم اندھیرا ہوگا۔‘‘

سب سے بڑا ظلم شرک ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (لقمان: ۱۳)

’’بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔‘‘

قرآن کریم میں کافروں (۱) اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے والوں (۲) اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں (۳) اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے خلاف فیصلے کرنے والوں (۴) ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرنے والے رشتہ داروں سے دوستی لگانے والوں (۵) اللہ تعالیٰ اور اس

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، رقم: ۲۵۷۸.

کے رسول ﷺ کے فیصلے سے اعراض کرنے والوں (۶) گناہوں سے تائب نہ ہونے والوں (۷)اور مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستی لگانے والوں کو(۸) ظالم قرار دیا گیا ہے۔ تفصیل قرآن میں ان مقامات پر دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱).....(البقرة:۲۵۴) (۲).....(البقرة:۲۲۹)

(۳)..... (اٰل عمران:۹۶) (۴).....(المائدة:۴۵)

(۵).....(التوبة:۲۳) (۶).....(النور:۵۰)

(۷).....(الحجرٰت:۱۱) (۸).....(الممتحنة:۹)

۸۔ بخیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ ﴿۳۷﴾ ﴾

(النسآء: ۳۶ ، ۳۷)

''اور اللہ کی عبادت کرو' اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو' اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے' اور قرابت داروں سے' اور یتیموں، اور محتاجوں سے اور قرابت والے ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے' اور پاس بیٹھنے والے سے' اور مسافر سے' اور جو تمہاری ملک ہوں (کنیز۔ غلام) سے، بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا' بڑ مارنے والا ہو۔ جو لوگ خود بخیلی کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی بخیلی کرنے کو کہتے ہیں، اور اللہ نے جو اپنا فضل انہیں دے رکھا ہے اسے چھپا لیتے ہیں،

ہم نے ان کافروں کے لیے ذلت کی مار تیار کر رکھی ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾﴾ (الحدید : ٢٣، ٢٤)

''تا کہ تم اس پر غم نہ کھاؤ' جو تم سے جاتا رہے اور نہ خوش ہو اس پر جو اس نے تمہیں دیا' اور اللہ کسی اترانے والے' فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ جو خود بھی بخل کریں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم دیں۔ سنو! جو بھی منہ پھیرے اللہ بے نیاز اور سزاوارِ حمد وثنا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِتَّقُوا الشُّحَّ ، فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ .)) ❶

''بخیلی سے بچو، بلاشبہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔''

۹۔ جھوٹا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾﴾ (الزمر : ٣)

''خبردار! اللہ کے لیے ہی خالص عبادت کرنا ہے، اور جن لوگوں نے اُس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں گے' یہ لوگ جس

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الظلم : ٢٥٧٨ .

بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے لوگوں کو اللہ راہ نہیں دکھاتا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ ﴾ (البقرة : ۱۰)

''اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔''

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ .)) ❶

''جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی ایک علامت یہ بھی بیان کی ہے کہ،

((اِذَا حَدَّثَ ، كَذَبَ .)) ❷

''وہ جب بات کرتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے۔''

۱۰۔ ریاکار:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸۸ ﴾

(آل عمران : ۱۸۸)

''وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں، اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں، آپ انہیں عذاب سے چھٹکارے میں نہ سمجھئے۔ ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری ، كتاب الأدب، رقم: ٦٠٩٤۔ صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة، باب قبح الكذب...... ، رقم: ٢٦٥٧.

❷ صحيح بخاری أيضاً ، رقم: ٦٠٩٥.

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾﴾ (الکھف : ١١٠)

''جو اپنے رب سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ صالح عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ریا کاری چھوٹا شرک ہے۔'' (1)

''ریا کاری کرنے والا شہید، سخی اور قاری سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔'' (2)

''ریا کار وہ ہوتا ہے جو اپنا نیک عمل لوگوں کے سامنے اس لیے ظاہر کرے تا کہ ان کے نزدیک بڑا بن سکے۔'' (3)

۱۱۔ فسادی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ ۚ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾﴾ (البقرہ : ٢٠٥)

''جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، اس کے لیے بس جہنم ہی ہے، اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

---

(1) مسند احمد: ٤٢٨/٥، ٤٨٩٠۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

(2) صحیح مسلم، کتاب الإمارة، رقم: ١٩٠٥.

(3) الکبائر للشیخ محمد بن عبدالوهاب : ٤٢/١.

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ (المائدہ: ٦٤)

’’اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی‘ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، اور وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے اتارا جاتا ہے، وہ ان میں سے اکثر کو تو سرکشی اور کفر میں اور بڑھا دیتی ہے، اور ہم نے ان میں آپس میں ہی قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے، وہ جب کبھی لڑائی کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔ یہ زمین میں شر و فساد مچاتے پھرتے ہیں، اور اللہ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔‘‘

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’فساد سے مراد ہے انسان کا گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنا جو زمین میں فساد برپا کرنے کا سبب بنتے ہیں، اور جب اللہ کو فساد پسند نہیں تو وہ زمین میں فساد پھیلانے والے بندے کو سخت ناپسند کرتا ہے، خواہ یہ بندہ اپنی زبان سے بہت اچھی باتیں ہی کیوں نہ کرتا ہو۔‘‘ [1]

۱۲۔ خائن:

خیانت کرنے والے لوگوں سے بھی اللہ رب العزت محبت نہیں کرتا، جیسا کہ ارشاد

[1] ماخوذ از تفسیر السعدی: ۱/ ۲۵۰.

باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِـيْمًا ۱۰۷ۚ﴾ (النسآء: ۱۰۷)

''اور ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں۔ یقیناً دغاباز گناہگار اللہ کو اچھا نہیں لگتا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۳۸ۧ﴾

(الحج: ۳۸)

''سن رکھو! یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ ہٹا دیتا ہے۔ کوئی خیانت کرنے والا، ناشکرا اللہ کو ہرگز پسند نہیں۔''

سورۃ الانفال میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۵۸ۧ﴾ (الانفال: ۵۸)

''یقیناً اللہ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے منافق کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ ''جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔'' [1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خائن کی گواہی کو مردود قرار دیا ہے۔ [2]

۱۳۔ اللہ کے ذکر سے غافل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، رقم: ۳۳.

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الاقضیة، باب من ترد شھادته، رقم: ۳۶۰۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴾ (الاعراف : ۲۰۵)

''اور اپنے رب کی یاد کیا کر، اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ، اور خوف کے ساتھ، اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ، صبح اور شام، اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴾

(الزخرف : ۳۶)

''اور جو شخص اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔''

سورۃ الزمر میں ارشاد ہے:

﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

(الزمر : ۲۲)

''کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے، پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے، اور ہلاکت ہے ان کے لیے جن کے دل یادِ الٰہی سے اثر نہیں لیتے، بلکہ سخت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو (روزانہ) تہجد میں دس آیات تلاوت کرتا ہے وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا۔'' [1]

---

[1] سنن ابو داؤد، ابواب قیام اللیل، باب تحزیب القرآن، رقم: ۱۳۹۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ غافل وسست دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔'' ❶

۱۴۔ غیر اللہ کو پکارنے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝۲۱۳﴾

(الشعراء: ۲۱۳)

''پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا کے قابل بن جائے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۱۷﴾ (المومنون: ۱۱۷)

''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ کہ تو اللہ کے لیے شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' ...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اور (اللہ کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، نہ کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، اور نہ ہی وہ بدکاری کرتے ہیں۔'' ❷

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٤٥.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الطلاق، باب في تعظيم الزنا: ٢٣١٠. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۱۵۔ اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲﴾ (المجادلہ: ۲۲)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں' جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی' خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں' یا ان کے کنبے والے ہوں' یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے، اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیبی فیض سے' اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' راضی ہوا ان سے اللہ' اور وہ اس سے راضی' یہی لوگ ہیں اللہ کا گروہ' خوب یاد رکھو' اللہ کا گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳﴾ (النور: ۶۳)

''سنو! جو لوگ حکمِ رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

محبت کے نام پر اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت اور غلو کے نمونے:

اس کرۂ ارضی پر بہت سے لوگ افراط وتفریط میں مبتلا ہو کر صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں، ذیل کی سطور میں ہم ان لوگوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

بارگاہ رسالت میں فیضانِ سنت کی مقبولیت:

''ایک بزرگ کا بیان ہے' خدا عزوجل کی قسم! میں نے یہ ایمان افروز خواب دیکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سامنے سے اپنے دست مبارک میں ایک کتاب لیے تشریف لا رہے ہیں دائیں طرف سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور بائیں طرف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کون سی کتاب ہے؟ حضور ﷺ نے کتاب دکھاتے ہوئے فرمایا' یہ ''فیضان سنت'' ہے، اور یہ محمد الیاس قادری کی طرف سے میری اُمت کے لیے تحفہ ہے۔

الحمد للہ حضور ﷺ کے دست مبارک میں جو کتاب تھی اس پر ''فیضان سنت'' لکھا ہوا صاف پڑھا جا رہا تھا۔ ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سرکار ﷺ نے میز سے ایک ضخیم کتاب اُٹھائی اور اس کی ورق گردانی شروع کی اور اس کا باب فیضان دُرود و سلام نکالا، اور اسے دیکھ کر چہرہ انور خوشی سے جگمگانے لگا۔ پھر وہ کتاب واپس رکھ دی جب آپ تشریف لے گئے تو میں نے میز سے کتاب کو اُٹھا کر دیکھا تو اس پر ''فیضان سنت'' لکھا تھا۔'' [1]

صلوٰۃ الاسرار:

''حاجت پوری ہونے کے لیے ''نماز اسرار'' بھی نہایت ہی مؤثر ہے۔ اگر کسی جائز مقصد کے لیے صدق نیت سے یہ نماز ادا کر لی جائے تو اس سے ان شاء اللہ وہ مقصد ضرور پورا ہو گا۔ اس نماز کو ''نماز غوثیہ'' بھی کہتے ہیں۔ یہ نماز بے شمار علماء و مشائخ سے منقول ہے۔ اس نماز کے راوی خود حضور غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

[1] فیضان سنت مع جدید ترتیب و اضافہ، ص: ۳.

نمازِ غوثیہ ادا کرنے کا طریقہ:

مغرب کی نماز کے تین فرض اور سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل ادا کیجیے، اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد اللہ (عزوجل) کی حمد و ثنا کریں پھر سرکارِ مدینہ ﷺ پر گیارہ بار درود و سلام عرض کریں، اور گیارہ بار یہ کہیں۔

((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ !))

''یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے' میری حاجت پوری ہونے میں۔ اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔''

پھر عراق شریف (بغدادِ معلیٰ) کی جانب گیارہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہیں:

((یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَکَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَآءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ !))

''اے جن و انس کے فریاد رس! اور اے (مائی، باپ) دونوں طرف سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے، میری حاجت پوری ہونے میں اے حاجتوں کے پورا کرنے والے!''

پھر تاجدار مدینہ' سرورِ سینہ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ عزوجل سے دعا کریں۔'' [1]

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اسی نماز دوگانہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

حُسنِ نیت ہو خطا تو کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

(حدائق بخشش) [2]

---

1. بہار شریعت بحوالہ بہجۃ الاسرار.
2. فیضان سنت' فضائل نوافل' ص ۱۰۵۴' ۱۰۵۵' از محمد الیاس عطار قادری رضوی.

''حافظ ابونعیم رحمہ اللہ سیّدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اُٹھاتا ہے یا رکھتا ہے، یوں کہتا ہے: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد'' میں نے اس سے پوچھا کہ کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے یا محض اپنی رائے سے۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا' سفیان ثوری۔ اس نے کہا کہ کیا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا ہاں' کہنے لگا۔ کیا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا ہاں! ہے، اس نے پوچھا: کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: رات سے دن نکالتا ہے' دن سے رات نکالتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا کہ پھر تو کیسے پہچانتا ہے؟ کہنے لگا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو کرنا پڑتا ہے' اور کسی کام کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا' جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ کوئی بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک اَبر آیا' اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا، اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ'' کہا کرے۔'' [1]

''سید احمد رفاعی رحمہ اللہ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں سے ہیں۔ ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب

[1] فضائل اعمال ص: ۸۷۹۔۸۸۰، طبع مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

۵۵۵ھ وہ حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ قبرِ اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے:

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِيْ كُنْتُ أُرْسِلُهَا
تَقَبَّلُ الْأَرْضَ عَنِّيْ وَهِيَ نَائِبَتِيْ شَبَاحِ
وَهَذِهِ دَوْلَةُ الْأَقْدْ حَضَرَتْ
فَامْدُ يَمِيْنَكَ كَيْ تَحْظِيْ بِهَا شَفَتِي

''دُوری کی حالت میں، میں اپنی روح کو آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آپ کے آستانہ مبارک کو چومتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے۔ اپنا دستِ مبارک (ہاتھ) عطا کیجیے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔''

اس پر قبر شریف سے دستِ مبارک نکلا اور انہوں نے اسے چوما۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں موجود تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور ﷺ کے دستِ مبارک کی زیارت کی۔ جن میں سیّدنا محبوب سبحانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔'' [1]

سعودی علماء کا فتویٰ:

سوال :......سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی سے سوال ہوا کہ کیا نبی کریم ﷺ کو کسی حاجت کے لیے پکارنا یا آلام و مصائب میں آپ سے مدد مانگنا، آپ کو آپ کی قبر کے قریب یا دور سے پکارنا شرک قبیح ہے یا نہیں؟

جواب :......نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو پکارنا، آپ سے فریاد کرنا اور

[1] فضائل صدقات و حج، ص: ۸۱۲۔۸۱۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ فضائل اعمال، ص: ۸۹۰، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

حاجتوں کے پورا کرنے اور مشکلات کے ازالہ کے لیے آپ سے مدد طلب کرنا شرک اکبر ہے، جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، خواہ کوئی آپ کی قبر شریف کے پاس سے آپ کو پکارے یا دور سے' مثلاً یوں کہے کہ یا رسول اللہ! مجھے شفا عطا فرما دیجیے، یا میرے غائب کو واپس لوٹا دیجیے وغیرہ، تو یہ شرک ہے۔ [1]

[1] فتاوی اسلامیہ : ۱۹۰/۱.

باب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا

کتاب وسنت میں جہاں اہل ایمان کی دیگر بہت سی صفات بیان ہوئی ہیں، وہاں ایک اہم صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں، اور اگر کسی سے دشمنی رکھتے ہیں تو وہ بھی اللہ کے لیے ہی رکھتے ہیں۔ متعدد احادیث میں اللہ کے لیے محبت کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے۔ چند ایک حسب ذیل ہیں:

ایمان کا مضبوط ترین راستہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی کی جائے، اللہ ہی کے لیے دشمنی کی جائے، اللہ ہی کی خاطر محبت ہو اور اللہ ہی کی خاطر ناراضگی ہو۔ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بزرگی اور عظمت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ آج کے دن جب کہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے، انہیں اپنے سائے میں جگہ دُوں گا۔ [2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرنے کے لیے کسی دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو چوکیدار مقرر کر دیا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو فرشتے نے پوچھا کہ تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس بستی میں اپنے ایک بھائی کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ کیا اس پر تو نے کوئی احسان کیا ہے جس کی تکمیل مقصود ہے، اس شخص نے

---

[1] طبرانی فی الکبیر: ۲۱۵/۱۱۔ مستدرک حاکم: ۴۸۰/۲۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۱۷۲۸.

[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٦٥٤٨.

جواب دیا کہ اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ اللہ عزوجل کی خاطر اس سے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا' میں اللہ کا قاصد ہوں۔ (اور) تمہاری طرف (اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں بتادوں) کہ جس طرح تو اللہ کی خاطر (اپنے) اس (بھائی) سے محبت رکھتا ہے، اسی طرح اللہ بھی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ ❶

ابوادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو میری نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کے دانت خوب صورت چمکدار تھے۔ لوگ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ان میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہوتا تو اس کی طرف رجوع کرتے، اور اس کی رائے پر عمل کرتے۔ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (صحابی) ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی (مسجد میں) جا پہنچا' میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے بھی پہلے آچکے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے' میں انتظار میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی نماز ختم کرلی۔ پھر میں ان کے سامنے سے ان کے پاس آیا، اور انہیں سلام کیا اور کہا:

''اللہ کی قسم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔''

انہوں نے فرمایا: ''کیا اللہ کے لیے؟''

میں نے عرض کیا: ''ہاں اللہ کے لیے''

انہوں نے پھر فرمایا: ''کیا اللہ کے لیے؟''

میں نے عرض کیا: ''ہاں اللہ کے لیے''

انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ پھر فرمایا: تمہارے لیے خوش خبری ہے۔ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو لوگ میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور میرے لیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں، اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، اور میرے لیے مال خرچ کرتے ہیں

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم : ٦٥٤٩.

ان سے محبت کرنا میرے لیے واجب ہے۔ ❶

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس حدیث مبارکہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن ان کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک عادل بادشاہ، دوسرا وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرے، تیسرا آدمی جس کا دل مسجد میں اَٹکا ہو، چوتھے وہ دو آدمی جن کی آپس میں اللہ کے لیے محبت ہو۔ اللہ کی محبت کی خاطر ہی وہ ملیں اور اسی کی خاطر قطع تعلقی کریں، پانچواں وہ آدمی جسے کوئی حسب ونسب والی خوبصورت عورت اپنی طرف متوجہ کرے تو وہ کہہ دے مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے، چھٹا وہ آدمی جو اس مخفی طریقہ سے صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کا خرچ کردہ معلوم نہ ہو، اور ساتواں وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کے آنسو بہہ پڑیں۔ ❷

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت سے بہرہ یاب ہوگا، پہلی خصلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں، دوسری جس سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے، اور تیسری کفر کی طرف پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ ❸

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں' اللہ کے ہاں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے، انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ ❹

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو انسان دوسروں سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے، اللہ

---

❶ مؤطا، کتاب الشعر، رقم: ١٦۔ مسند احمد: ٥/٢٢٩۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، رقم: ١٤٢٣۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: ٢٣٨٠.

❸ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ١٦۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ض١٦٥.

❹ سنن ترمذی، ابواب الزھد، رقم: ٦٣٩٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے، اور روز قیامت اسے اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائے گا، اور اسے ایسے بلند درجات عطا فرمائے گا کہ انبیاء علیہم السلام اور شہدا بھی انہیں دیکھ کر اس پر رشک کریں گے۔ اس لیے آج اگر ہم بھی یہ درجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اللہ کے بندوں سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کریں۔ کسی دنیاوی لالچ یا کسی دوسری غرض کے لیے محبت نہ کریں۔ جن لوگوں سے صرف اللہ کے لیے محبت کی جاسکتی ہے، ان میں سے ایک مساکین بھی ہیں کیونکہ ان کے پاس دنیا کی کوئی ایسی دولت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ان سے محبت کی جائے۔ ان سے محض اللہ کے لیے ہی محبت کی جاسکتی ہے۔ [1]

اللہ کے لیے محبت اور دشمنی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جن سے اللہ محبت کرتا ہے، اور ایسے لوگوں سے نفرت کرے جن سے اللہ نفرت کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر انسان اللہ کے دوستوں سے محبت اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔ صرف ان لوگوں سے محبت کرے جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ شب و روز اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں، ان سے نفرت کرے۔ جب کسی انسان میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تب اس کا ایمان اور توحید کامل ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] اختیار الأولی فی شرح حدیث اختصام الملأالاعلیٰ : ۱/ ۱۰.

[2] القول السدید شرح کتاب التوحید : ۱/ ۱۱۶.

باب نمبر٦

اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ١٠)

''بلاشبہ مومن بھائی بھائی ہیں۔''

یہ آیت دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک عالمگیر برادری میں منسلک کر دیتی ہے۔ مسلمان خواہ دنیا کے کسی کونے میں ہو دوسرے سب مسلمان اسے بھائی سمجھتے ہیں۔ اسلام کے علاوہ ایسا رشتہ اخوت اور کسی دین یا مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ، اور اس وقت تک ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایک ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آپس میں تمہاری محبت پیدا ہوگی؟ اور وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو رواج دو۔'' [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخلے کے لیے مومن بندوں کی آپس میں محبت واُلفت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان یوں ہے:

''مومن مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو پیوست

---

[1] تیسیر القرآن: ٢٧٣/٤.

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ١٩٤.

(مضبوط) کیے ہوئے ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال بنا کر دکھایا۔'' ❶

اس طرح ایک دوسری حدیث میں ہے:

''مسلمانوں کی مثال آپس میں محبت کرنے، پیار کرنے اور رحم کرنے کے سلسلہ میں ایک جسم کی طرح ہے، اگر جسم کا کوئی حصہ بیمار ہوتا ہے تو باقی حصے تکلیف اور جاگنے میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔'' ❷

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

''تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' ❸

ایک اور معروف حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس پر ظلم ہونے دیتا ہے۔ جو آدمی بھی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان بھائی کی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ آخرت کی تکلیفوں میں سے اس کی کوئی تکلیف دور فرمادے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' ❹

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ .)) ❺

''کسی بھی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین (دن) رات سے زیادہ قطع تعلق کیے رکھے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٢٦۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٥٨٥.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠١١۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٥٨٦.

❸ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ١٣.

❹ صحیح بخاری کتاب المظالم، رقم: ٢٤٤٢. ❺ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٧٣.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک دوسرے سے بغض مت رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرو۔ تم سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔" ❶

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیے۔ مشکل میں ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے۔ ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کی کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرنی چاہیے، اور ہر معاملے میں باہمی الفت ومحبت اور اتحاد ویگانگت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

اسلام نے جہاں مسلمانوں کو آپس میں محبت والفت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے، وہاں آپس میں لڑائی جھگڑے کی مذمت کرتے ہوئے ان تمام اُمور سے اجتناب کا بھی درس دیا ہے جو باہمی بغض ونفرت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند مزید احادیث پیش خدمت ہیں:

"کسی مسلمان کو ملعون ٹھہرانا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔" ❷

"کسی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔" ❸

"دوسروں پر لعن طعن کرنے والے روزِ قیامت سفارش اور شہادت کے قابل نہیں ہوں گے۔" ❹

"وہ شخص مومن نہیں جو دوسروں پر لعنت وملامت اور طعن وتشنیع کرے، اور فحش گوئی اور بدزبانی سے کام لے۔" ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٦٠.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٤٧.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٤٤.

❹ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٦١٠.

❺ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ١٩٧٧۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم: ٣٢٠.

باب نمبر ۷

نبی کریم ﷺ سے محبت

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان اور اولاد سے پیارا

اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات میں اگر کوئی ہستی سب سے زیادہ محبت کی مستحق ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ہستی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا جزء ہے، اور ان کی حقیقی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم رکھا جائے، اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بڑا گناہ گار ہوگا، اور اسے عذابِ الٰہی کا انتظار کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴﴾ (التوبہ: ۲۴)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے لڑکے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ .))

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور بیٹے سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ .)) ❷

''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا ''اللہ اور اس کے رسول کی محبت'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم اس کے ساتھ ہو جس کے ساتھ تم نے محبت کی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہمیں اسلام لانے کے بعد کسی بات سے اتنی زیادہ مسرت نہیں ہوئی جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوئی۔ اس لیے میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں، اور مجھے امید ہے کہ میں آخرت کے دن انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے برابر اعمال نہیں کیے۔ ❸

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا لازمی جزء ہے، اور جس بندے کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ١٤. ❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ١٦٨.

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، رقم: ٣٦٨٨۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٦٧١٥.

جس قدر کم ہوگی اسی قدر اس کا ایمان بھی ناقص ہوگا، یہاں تک کہ اگر محبت بالکل ہی نہ ہوگی تو وہ مکمل طور پر ایمان سے خارج ہوگا۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الایمان میں باب قائم کیا ہے: ((حُبُّ النَّبِيِّ مِنَ الْإِيْمَانِ)) ''نبی کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔''

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

شیخ علی بن نایف الشحود رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''نبی کریم ﷺ کی محبت دین کی اساس اور مبادیاتِ اسلام میں سے ہے۔ اس کے بغیر کسی بھی انسان کا ایمان درست نہیں، اور نہ ہی کسی مسلمان کے لیے یہ درست ہے کہ وہ اس میں متردد ہو، اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہی مبعوث کردہ اور آخری رسول ہیں۔'' ❷

ایک دوسرے مقام پر نقل فرماتے ہیں:

''بچوں کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا کرنے کے چند ذرائع یہ ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کے معجزات ان کے سامنے بیان کرنا۔
۲۔ آپ ﷺ کے عظیم اخلاق کی مثالیں بیان کرنا۔
۳۔ امت پر آپ ﷺ کی رحمت کا ذکر کرنا۔
۴۔ صحابہ سے آپ ﷺ کی محبت کا ذکر کرنا۔
۵۔ بچوں کو احادیث حفظ کرانا۔
۶۔ اور بچوں کے سامنے سنتِ رسول پر عمل کی شدید حرص کا مظاہرہ کرنا۔ ❸

---

❶ القول المفيد شرح كتاب التوحيد.
❷ موسوعة الدفاع عن رسول الله : ٤/١٥٧.
❸ أيضا: ٤/١٥٨.

باب نمبر ۸

نبی کریم ﷺ کی صحابہ سے محبت

رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ محبت تھی حتیٰ کہ صحابہ کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ ﷺ بے حد مضطرب اور بے چین ہو جاتے۔ آپ ﷺ تمام معاملات میں صحابہ سے مشورہ کرتے، اور ان کے لیے بے حد نرمی کا پہلو اختیار کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

”اللہ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں، اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، سو آپ اُن سے درگزر کریں، اور ان کے لیے استغفار کریں، اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ،

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

”تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بابت نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے

خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

''﴿عَنَت﴾ سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان کو تکلیف ہو اس میں دنیاوی مشقتیں اور اخروی عذاب دونوں آ جاتے ہیں۔ اس پیغمبر پر تمہاری (یعنی صحابہ کی) ہر قسم کی تکلیف ومشقت گراں گزرتی ہے۔ اسی لیے آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ''میں آسان دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں۔'' ❶

مختلف احادیث میں مختلف صحابہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ذکر ملتا ہے۔ ذیل کی سطور میں بالاختصار ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جا رہا ہے:

ا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت:

جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے وقت غارِ ثور میں چھپے ہوئے تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین میں سے کسی نے اپنے قدموں کی جانب دیکھا تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہو۔ ❷

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے، سوائے ابوبکر کے احسان کے، اور اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا، بلاشبہ تمہارا ساتھی اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔'' ❸

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ تم

---

❶ تفسیر احسن البیان، ص: ۵۵۸.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۶۵۳.

❸ سنن ابن ماجہ، باب فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۹۴ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

میرے بعد ابوبکر کی اقتداء کرنا۔ ❶

۲۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت:

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اور ان کی میت پر لوگ دعائیں کر رہے تھے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی آکر آپ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ کی رحمت کی دعا کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''میں اور ابوبکر اور عمر تھے۔'' ''میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا۔'' ''میں ابوبکر اور عمر گئے۔''

اس لیے مجھے یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی دفن کرائے گا (چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا)۔ ❷

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یہ ہے:

''تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ اگرچہ وہ نبی نہیں ہوتے تھے، لیکن اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہے تو وہ سیّدنا عمر ہوتے۔'' ❸

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! ابو جہل یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (دونوں) میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما۔'' سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب تھے۔ (اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں قبولِ اسلام کی توفیق سے نوازا، اور پھر ان کے ذریعے اسلام اور اہل اسلام کو قوت بخشی)۔ ❹

---

❶ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٢٣.

❷ صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی، رقم: ٣٦٧٧.

❸ صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، رقم: ٣٦٨٩.

❹ مسند احمد: ٩٥/٢۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مستدرك حاكم: ٦٣/٣.

۳۔سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت:

جنگ تبوک کے موقع پر جب لشکر کی تیاری کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں صدقہ وخیرات کا اعلان کیا، تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کردیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جھولی میں ان دیناروں کو الٹ پلٹ کرنے لگے، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنے لگے کہ آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اسے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہل گیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''احد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق، اور دو شہید کھڑے ہیں۔'' ❷

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ فتنوں کے دور میں بھی ہدایت پر قائم رہیں گے۔ ❸

۴۔سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں'' اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ان سے راضی تھے۔ ❹

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ❺

---

❶ مسند احمد (٦٣/٥)۔ شیخ شعیب حفظہ اللہ نے اسے ''حسن الاسناد'' کہا ہے۔
❷ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ٣٦٩٧.
❸ مسند احمد: ٣٣/٥۔ شیخ شعیب رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مستدرك حاكم، رقم: ١٨٦٠.
❹ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب، معلقاً.
❺ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٤١٦.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ ایمان دار تجھ سے محبت، اور منافق تجھ سے بغض رکھیں گے۔ ❶

۵۔سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

جنگ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں، اس لیے آپ ایک چٹان پر نہ چڑھ سکے۔ جب سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ صورتحال دیکھی تو آپ کے سامنے آ کر جھک گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر قدم رکھا اور چٹان پر چڑھ گئے، اور پھر سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ ''اس نے (اپنے لیے) جنت واجب کر لی ہے۔'' ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص زمین پر کسی شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ کو دیکھ لے۔'' ❸

۶۔سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ قریظہ کے روز میرے لیے یہ الفاظ کہے تھے: ''میرے والدین تجھ پر فدا ہوں۔'' ❹

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' ہر نبی کے لیے مخلص مددگار ہوتے تھے، اور میرا مخلص مددگار زبیر ہے۔'' ❺

۷۔سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے یہ الفاظ کہے'' سعد! تیر پھینکو، میرے والدین تجھ پر فدا ہوں۔'' ❻

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ٢٤٠.

❷ سنن ترمذی، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٣٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٣٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحيح بخاری، كتاب الفضائل، رقم: ٣٧٢٠.

❺ صحيح بخاری، كتاب الفضائل، رقم: ٣٧١٩.

❻ سنن ترمذی، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٥٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ایک رات اپنی حفاظت کے لیے کسی نیک انسان کو طلب فرمایا۔ اس پر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ اپنا اسلحہ لے کر حاضر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور پھر سو گئے۔ ❶

۸۔ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر امت کا امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' ❷

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں بھی سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے کما حقہ امین ہونے کا ذکر ہے۔ ❸

۹۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا: ''عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔'' ❹

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''عائشہ''۔ پھر پوچھا گیا مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا ''ان کے والد ابوبکر۔'' ❺

۱۰۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اور

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٧٥٦۔ صحیح الأدب المفرد، للبخاری، رقم: ٦٢٢.

❷ صحیح بخاری، کتاب الفضائل، رقم: ٣٧٦٦.

❸ صحیح بخاری، کتاب الفضائل، رقم: ٣٧٤٤.

❹ صحیح بخاری، کتاب الفضائل، رقم: ٣٧٧٠.

❺ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٨٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جس نے اسے ناحق ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔'' ❶

۱۱۔ سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت:

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ: ''یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت رکھ، اور اس سے بھی محبت رکھ، جو ان دونوں سے محبت رکھتا ہے۔'' ❷

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر بیٹھے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ ❸

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حسن و حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ ❹

سیّدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حسین مجھ سے ہے، اور میں حسین سے ہوں، اور جو حسین سے محبت کرتا ہے، اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔'' ❺

۱۲۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا فرمائی تھی ''اے اللہ! اس کو ہدایت یافتہ بنا دے، اور لوگوں کو اس کے ذریعہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الفضائل، رقم: ۳۷۱۶.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۳۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۷۸۹.

❹ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۸۔ مسند احمد ۳/۳۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۷۹۶.

❺ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ مسند احمد: ۱۱/۲.

ہدایت نصیب فرما۔'' ❶

۱۳۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب تک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث سنی ہیں مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنی چادر پھیلاؤ'' میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک لپ بھر کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ ''اسے اپنے بدن سے لگا لو۔ چنانچہ میں نے لگا لیا۔ اس کے بعد میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ ❷

۱۴۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اُف تک نہ کہا۔ میں نے جو کام جیسے بھی کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کیوں کیا؟ اور اگر میں کوئی کام نہ کر سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ ❸

۱۵۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے محبت:

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ ''عبداللہ بن عمر نیک آدمی ہے۔'' ❹

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا خواب بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ اچھا لڑکا ہے۔ کاش! رات کے وقت تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔''

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٨٤٢۔ مسند احمد: ٤/٢١٦۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٩٦٩.

❷ صحیح بخاری، کتاب الفضائل، رقم: ٣٦٤٨.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦٠٣٨ ـ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ٢٣٠٩.

❹ صحیح بخاری، کتاب الفضائل، رقم: ٣٧٤٠.

سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کے وقت بہت کم سویا کرتے تھے۔ ❶

۱۶۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے محبت:

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ معاذ! مجھے تم سے محبت ہے، اس پر میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا کبھی نہ چھوڑنا ((رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))

''اے میرے رب! میری مدد فرما، اپنے ذکر اور شکر ادا کرنے پر، اور بہترین عبادت پر''۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الفضائل، رقم: ۳۷۳۹.

❷ مسند احمد: ۵/ ۲۴۵۔ مشکوۃ للألبانی: ۹۴۹۔ ابن خزیمہ، رقم: ۷۵۱۔ اور ابن حبان، رقم: ۲۰۲۰، نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

باب نمبر۹

نبی کریم ﷺ کی اپنی امت سے محبت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے لیے نہایت شفیق اور رحمدل تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ آپ کی امت کے اکثر و بیشتر افراد آتش جہنم سے بچ جائیں۔ اس لیے جب بھی لوگ آپ کی باتوں پر کان نہ دھرتے اور قبول اسلام سے گریز کرتے تو آپ انتہائی غمگین ہو جاتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝﴾ (الکھف : ٦)

”پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا تو ان کے پیچھے اس رنج میں جان ہلاک کر ڈالے گا۔“

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے (اندھیرے میں) آگ سلگائی، جب ارد گرد روشنی پھیل گئی تو پتنگے اور کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرتے ہیں، آگ پر گرنے لگے، وہ شخص انہیں آگ سے روکنے لگا، لیکن وہ رُکتے نہیں تھے، اور آگ میں گرتے پڑتے رہے۔ یہی مثال میری اور تم لوگوں کی ہے، میں تمہاری کمریں پکڑ کر کھینچ رہا ہوں، اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے بچو اور اِدھر آؤ، اِدھر آؤ، لیکن تم لوگ ہو کہ مجھ پر غالب آئے جا رہے ہو، اور آگ میں کو د رہے ہو۔“ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الرقاق، رقم: ٦٤٨٤ ـ صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، رقم: ٢٢٨٤.

''ہر نبی کے لیے ایک قبول ہونے والی دعا (عطا کی گئی) تھی، تو ہر نبی نے دعا مانگنے میں (دنیا کے اندر ہی) جلدی کر لی، اور میں نے اپنی دعا کو قیامت والے دن تک اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھا ہے۔ اور یہ ضرور ان شاء اللہ پوری ہونے والی ہے ہر اس مومن مسلمان کے لیے جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں مجھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں کہ جس کے ساتھ سارے لوگوں سے زیادہ میں مہربان نہ ہوں۔'' ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی تھی کہ اُمت پر کوئی ایسا کام فرض نہ ہو جائے کہ جس سے لوگ مشقت میں پڑ جائیں، کیونکہ لوگوں کے مشقت میں پڑنے سے آپ بھی تکلیف محسوس کرتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بابت نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں نصیحت فرمائی کہ ''نرمی کرنا سختی نہ کرنا، خوشخبری سنانا متنفر نہ کرنا، مل جل کر رہنا، باہمی اختلاف سے بچنا۔'' ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۴۹۱، ۴۹۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب الفرائض، رقم: ۴۱۵۹.

❸ صحیح بخاری، کتاب الجهاد، والسیر، رقم: ۷۰۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۶۷.

مسواک کے متعلق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کر دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔'' ❶

اس طرح نماز عشاء کے وقت کے متعلق آپؐ نے فرمایا تھا کہ: ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میری اُمت مشقت میں مبتلا ہو جائے گی تو میں انہیں نماز عشاء کو نصف رات تک یا رات کے ایک تہائی حصے تک مؤخر کرنے کا حکم دے دیتا۔'' ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۷.

❷ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱٦۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

باب نمبر۱۰

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت

جب تک ساری کائنات اور تمام موجودات سے فخر موجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عزیز تر نہ ہو جائے ایمان ناقص وادھورا ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک چیز سے بڑھ کر محبت کیا کرتے تھے، چنانچہ حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ اپنی کتاب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق، ص:۶۷) پر لکھتے ہیں: ''ایسی محبت کہ اللہ کے پیغمبر کے دفاع کی خاطر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے دفاع کی خاطر بڑے بڑے صحابہ نے قربانیاں دیں۔ اپنا خون، جان اور مال سب کچھ لٹا دیا، اور کہا جہاں اللہ کے پیغمبر کے پسینے کا قطرہ گرے گا وہاں اپنا خون بہا دیں گے، اللہ کے پیغمبر کے آگے، اللہ کے پیغمبر کے پیچھے، اللہ کے پیغمبر کے دائیں اور بائیں لڑیں گے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے محبّ کو دیکھتے ہیں کہ جب بھی اس کے ذہن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اپنی موت کا تصور آتا ہے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے، اس کی پریشانی کا سبب یہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی گیا تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ پر انوار کا دیدار نہ کر سکے گا، کیونکہ آپ تو وہاں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ تشریف فرما ہوں گے، اور یہ صحابی کہیں نچلے درجے میں ہوگا۔ اس محبّ صادق کا قصہ امام طبرانی نے ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے لکھا ہے:

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ آپ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ یقیناً آپ مجھے میرے بیٹے سے زیادہ پیارے ہیں، اور سچی بات ہے کہ گھر بیٹھے آپ کی یاد آتی ہے تو مجھے اس وقت تک چین نصیب نہیں ہوتا جب تک آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کا دیدار نہ کرلوں، اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کا تصور کرتا ہوں، تو سمجھتا ہوں کہ آپ جنت میں داخل ہونے کے بعد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے، اور اگر میں جنت میں داخل ہو بھی گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کا دیدار نہ کر پاؤں گا۔ جبریل علیہ السلام کے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کے ساتھ تشریف لانے تک نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں کچھ نہ فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (النسآء: ٦٩)

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کریں گے، وہ ان لوگوں کے ساتھ (جنت میں) ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے۔'' [1]

نکل جائے جاں تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس قصے سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام کس قدر رسول ہاشمی ﷺ سے محبت کیا کرتے تھے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ''ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا کوئی خاص تیاری نہیں کی، البتہ اتنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا

[1] طبرانی اوسط، رقم: ٤٨٠.

ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر بلاشبہ تم (روزِ قیامت) انہی کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو، تب ہم نے عرض کیا کہ کیا ہمارا بھی یہی حال ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ''ہاں'' یہ سن کر ہم بہت زیادہ خوش ہوئے۔'' ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر اس لیے بے پناہ خوش ہوئے کہ وہ بھی جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گے کیونکہ وہ آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے۔

آپ ﷺ سے محبت میں صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ آپ ﷺ کو جو کچھ بھی کرتے ہوئے دیکھتے فوراً وہی کام شروع کر دیتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کے ہر عمل کو اپنائے رکھا۔ انہوں نے کبھی بھی ہماری طرح یہ نہیں پوچھا تھا کہ یہ عمل فرض ہے یا سنت۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی آپ ﷺ کی دیکھا دیکھی انگوٹھیاں بنوالیں' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی (تم نے بھی بنوالیں)'' چنانچہ آپ ﷺ نے انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا ''اب میں اسے کبھی استعمال نہیں کروں گا۔'' (آپ ﷺ کی اتباع میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ ❷

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ سے گزرے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ راستے سے دور ہٹ گئے۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔ اس لیے میں نے ایسا کیا۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦١٦٧.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ٧٢٩٨.

❸ صحیح الترغیب والترھیب، رقم: ٤٤.

اسی طرح اگر کسی صحابی کو یہ علم ہو جاتا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو میرا فلاں کام پسند نہیں تو وہ فوراً اسے چھوڑ دیتا اور اپنی حالت بدل لیتا' جیسا کہ سیّدنا ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر خریم اسدی کے بال لمبے نہ ہوتے اور تہبند دراز نہ ہوتا تو وہ بہت اچھا آدمی تھا۔'' رسول اکرم ﷺ کی یہ بات خریم اسدی تک پہنچی تو خود ہی چھری لے کر کانوں تک اپنے بال کاٹ دیئے اور تہبند نصف پنڈلیوں تک اونچا کرلیا۔ [1]

اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ صحابہ کرام کے اسوہ کو اپناتے ہوئے بلا تاخیر اپنے اعمال کا جائزہ لیں، اور اپنی زندگی کو رسول اللہ ﷺ سے محبت کا عملی نمونہ بنالیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والوں کو دنیا میں آزمائشوں کا شکار ہونا پڑتا ہے، اور صبر کی بھٹی میں سے گزرنا پڑتا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سوچ لو کیا کہہ رہے ہو۔ عرض کرنے لگا اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تین بار اس نے کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقیری کے لیے اسلحہ صبر زیب تن کرلو اس لیے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقیری بہت تیزی سے سفر کرتی ہے۔ بمنزلہ سیلاب کے اپنی منزل کی طرف سفر کرنے سے بھی زیادہ تیزی سے آتی ہے۔'' [2]

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے محبت:

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر انہیں بتلایا کہ مجھے مکہ سے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے، تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً

---

[1] صحيح سنن ابی داؤد للالبانی ، رقم : ٤٤٦١.

[2] صحيح سنن ترمذی ، كتاب صفة القيامة، والرقائق والورع، رقم: ٢٤٣٨.

آپ ﷺ کی رفاقت طلب کر لی، اور آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ ❶

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اس کے پاس ہے' اس کے درمیان اختیار دیا تو اس نے وہ چیز پسند کر لی جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ ہم نے تعجب سے انہیں کہا کہ نبی ﷺ تو کسی آدمی کی بات کر رہے ہیں، اور آپ رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''درحقیقت وہ اختیار رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا تھا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی بات کو سمجھنے والے تھے۔ ❷

سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس روز فوت ہوئے تھے؟ جواب دیا گیا کہ سوموار کو۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ آج کون سا دن ہے؟ بتلایا گیا کہ سوموار۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آج رات میرا انتقال ہو جائے تو کل تک (میری تجہیز و تکفین کو) مؤخر مت کرنا۔ یقیناً تمام دنوں اور راتوں سے مجھے وہ دن اور رات سب سے زیادہ پیارے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ ❸

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم (سفرِ ہجرت پر) روانہ ہوئے تو لوگوں نے ہمارا تعاقب کیا۔ سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہو کر ہمارے قریب پہنچ گیا حتی کہ اس کے اور ہمارے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم کیوں رو رہے ہو۔ تو میں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں اپنے لیے نہیں بلکہ آپ کی جان کو خطرے میں دیکھ کر رو رہا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے اس کے لیے ان الفاظ میں بددعا

---

❶ صحيح بخارى ، كتاب مناقب الأنصار، رقم: ٣٩٠٥.

❷ صحيح بخارى ، كتاب مناقب الأنصار، رقم: ٣٩٠٤.

❸ صحيح البخارى، كتاب الجنائز، رقم: ١٣٨٧.

کی کہ ''اے اللہ! تو جیسے چاہے ہمارے لیے اس کے مقابلے میں کافی ہو جا۔'' چنانچہ اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں۔ [1]

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

سیّدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے پیارے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس وقت تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اللہ کی قسم! یقیناً اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔'' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے عمر! اب بات بنی ہے۔'' [2]

---

[1] مسند احمد: ١/١٥٥۔ شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: هامش المسند: ١/١٥٤.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأیمان والنذور، رقم: ٦٦٣٢.

باب نمبر ۱۱

تابعین کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

اویس قرنی رحمہ اللہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر گہری محبت تھی کہ آپ کا دل اس محبت میں سوختہ ہو چکا تھا، اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل سے ماسوا کی محبت کو نابود کر دیا تھا۔ آپ کے دل سے محبت کی اٹھنے والی صداؤں نے آپ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا، پھر آپ کی محبت اپنا مقصود پا گئی تو دوسری طرف انہیں اس محبت کا بے پناہ اجر مل گیا جو ان کے لیے عظیم سرمایہ ہے۔

ان کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی کیا یہ کم دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''اس سے کہنا کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے، آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بقید حیات اس لیے نہ دیکھ سکے کہ وہ اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت پر مأمور تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تابعین میں بہترین فرد قرار دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اِنَّ خَیْـرَ التَّـابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ وَلَـهٗ وَالِدَةٌ ، وَكَانَ بِهٖ بَیَاضٌ ، فَمُرُوْهُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَكُمْ)) [1]

''تابعین میں بہتر وہ آدمی ہے جس کو اویس کہا جاتا ہے۔ اس کی والدہ ہے، اور اسے برص کی بیماری ہے، اس سے کہنا کہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۷٤۹۱.

ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اِنَّ رَجُلاً یَاتِیْکُمْ مِّنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ: اُوَیْسٌ، لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَهٗ، قَدْ کَانَ بِهٖ بَیَاضٌ، فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ عَنْهُ، اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِالدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْلَکُمْ)) [1]

''تمہارے پاس ایک شخص آئے گا، اسی کا نام اویس ہوگا، اس کو برص کی بیماری تھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درھم کے برابر سفید داغ کے سوا، باقی داغ اس سے دور کردیئے، تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرائے۔''

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

شبہ: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سیدنا اویس قرنی رحمہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس وقت ایک ایک کر کے اپنے تمام دانت توڑ دیئے تھے جب انہیں غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے کی خبر دی گئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ازالہ: اوّلا: یہ بات کسی حدیث و تاریخ کی روایت سے ثابت نہیں ہے۔

ثانیا: اور نہ ہی محبت کا یہ تقاضا تھا کہ آپ اپنے دانت توڑ دیتے، شریعت نے محبت کا طریقہ کار اور دائرہ مقرر کر رکھا ہے جس میں یہ بات نہیں آتی، بلکہ جو دائرہ اور طریقہ کار شریعت مقرر کرتی ہے، اس رو سے یہ ممنوع اور محظور ٹھہرتا ہے کہ کوئی محبت کے اظہار کے لیے اپنے دانتوں کو توڑے یا جسم کو پیٹے وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم اس موقع پر موجود تھے انہوں نے تو اظہار محبت کے لیے ایسا طرزِ عمل قطعاً اختیار نہیں کیا۔ **فافهم و تدبر!**

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: ٦٤٩٠.

ایوب سختیانی رحمہ اللہ کی نبی کریم ﷺ سے محبت:

امام مالک رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے سب اساتذہ اور مشائخ سے افضل امام ایوب رحمہ اللہ ہیں، انہوں نے دو حج کیے تھے، میں ان کو دیکھتا تھا کہ ان کے کثرت سکوت کی وجہ سے ان سے میں کچھ نہ سنتا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے روتے، اور کثرتِ بکاء کی وجہ سے ان پر رحم آتا، میں نے جب سے ان میں محبت رسول اللہ ﷺ دیکھی تو ان سے حدیث اور علم سیکھنا شروع کر دیا۔ ❶

محمد بن المنکدر رحمہ اللہ کی رسول کریم ﷺ سے محبت:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں محمد بن المنکدر کو دیکھتا تھا، آپ سید القراء تھے، جب بھی ان سے حدیث کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ محبتۃً، ادباً اور اجلالا رونا شروع کر دیتے۔ یہاں تک کہ ہم ان کی شدتِ بکاء کو دیکھ کر نرم دل ہو جاتے۔ ❷

---

❶ الشفاء، للقاضي عياض: ٢/ ٣٦ .

❷ الشفاء، للقاضي عياض: ٢/ ٣٦.

باب نمبر۱۲

ائمہ اربعہ کی نبی کریم ﷺ سے محبت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی نبی کریم ﷺ سے محبت:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اور پھر وہیں پر اپنی علمی کوششوں سے بھرپور زندگی کے ۷۰ برس گزارنے کے بعد ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ کو رسول اللہ ﷺ سے کس قدر محبت تھی؟ اس کا اندازہ آپ کے درج ذیل مختلف اقوال سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

((اِيَّاكَ وَالْقَوْلَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ بِالرَّاْيِ ، وَعَلَيْكُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ ، فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ)) [1]

"لوگو! دین میں اپنی عقل سے بات کرنے سے بچو، اور اپنے لیے سنتِ رسول کی پیروی کو لازم کرلو (کیونکہ) جو بھی سنت سے ہٹا وہ گمراہ ہوگیا۔"

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((لَمْ يَزَلِ النَّاسُ فِیْ صَلَاحٍ مَا دَامَ فِيْهِمْ مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ ، فَاِذَا طَلَبُوا الْعِلْمَ بِلَا حَدِيْثٍ فَسَدُوْا)) [2]

"لوگ اس وقت تک ہدایت پر قائم رہیں گے جب تک ان میں حدیث کا علم حاصل کرنے والے موجود رہیں گے۔ اور جب حدیث کے بغیر علم حاصل کیا جائے گا تو لوگوں میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوجائے گا۔"

---

[1] حقيقة الفقه ، ص : ٨٢.

[2] الميزان للشعراني.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات ثابت ہے:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِىْ)) ❶

''جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو یہی میرا مذہب ہوگا۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ اَيْنَ اَخَذْنَاهُ)) ❷

''کسی کے لیے بھی حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول کے مطابق فتویٰ دے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے۔''

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کی بات کتاب اللہ کے خلاف ہو؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا تب میری بات چھوڑ دو۔ پوچھا گیا، اگر آپ کی بات حدیثِ رسول کے خلاف ہو؟ فرمایا تب میری بات چھوڑ دو۔ پھر پوچھا گیا، اگر آپ کی بات قولِ صحابہ کے خلاف ہو؟ فرمایا' تب بھی میری بات کو چھوڑ دو۔ ❸

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم بھی انسان ہیں، آج ایک بات کہتے ہیں اور کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد رشید قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی فرمایا تھا کہ اے یعقوب! تجھ پر افسوس ہو! مجھ سے سنی ہوئی ہر بات مت لکھا کرو کیونکہ میں آج ایک رائے اختیار کرتا ہوں، اور کل اسے چھوڑ دیتا ہوں، اور کل ایک رائے اختیار کرتا ہوں اور پرسوں اسے ترک کر دیتا ہوں۔ ❹

امام مالک رحمہ اللہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

امام مالک رحمہ اللہ ۹۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، اور ۱۷۹ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے، اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

---

❶ الوجيز فى عقيدة السلف : ١٢٨/١.
❷ حواله أيضا.
❸ ايقاظ همم اولى الابصار، ص: ٥٠.
❹ اعلام المؤقعين.

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَأُصِيبُ ، فَانْظُرُوْا فِيْ رَأْيِيْ فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقْ فَاتْرُكُوْهُ)) ❶

''بلاشبہ میں ایک انسان ہوں' میرا قول صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی' لہٰذا میرے قول پر غور کرو اور جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اس پر عمل کرو، اور جو اس کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔''

آپ رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((لَيْسَ اَحَدٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا وَ يُوْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ اِلَّا النَّبِيُّ ﷺ)) ❷

''نبی کریم ﷺ کے سوا ہر انسان کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے، اور رد بھی۔''

ایک مرتبہ کوئی آدمی امام مالک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور اس نے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے اسے مسئلہ بتایا، اور اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک بھی سنایا۔ اس نے عرض کیا۔ اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟ اس پر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾﴾ (النور: ٦٣)

''جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے یا دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔'' ❸

امام شافعی رحمہ اللہ کی نبی کریم ﷺ سے محبت:

امام شافعی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ میں فلسطین کے علاقے غزہ میں پیدا ہوئے، اور ۲۰۴ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

---

❶ الحديث حجة بنفسه، للالبانی، ص: ۷۹.

❷ ارشاد السالك: ۱/۲۲۷.

❸ شرح السنة.

((كُلُّ مَسْأَلَةٍ صَحَّ فِيهَا الْخَبَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ اَهْلِ النَّقْلِ بِخَلَافِ مَا قُلْتُ فَاَنَا رَاجِعٌ عَنْهَا فِىْ حَيَاتِىْ وَبَعْدَ مَوْتِىْ)) ❶

''ہر وہ مسئلہ جس کے متعلق میرے قول کے خلاف محدثین کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو میں اس سے اپنی زندگی میں بھی رجوع کرنے والا ہوں، اور موت کے بعد بھی۔''

آپ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی معروف ہے:

((اِذَا وَجَدْتُمْ فِىْ كِتَابِىْ ، خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، وَدَعُوْا مَا قُلْتُ)) ❷

''جب تم میری کتاب میں کوئی بات سنتِ رسول کے خلاف پاؤ تو میری بات چھوڑ دو، اور سنت کے مطابق عمل کرو۔''

آپ رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنْ مَنِ اسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ لَهُ اَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ)) ❸

''اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس شخص کو سنت رسول ﷺ معلوم ہو جائے، اس کے لیے کسی آدمی کے قول کی خاطر سنت کو ترک کرنا جائز نہیں۔''

مختلف کتب میں آپ رحمہ اللہ کا ایک یہ قول بھی مذکور ہے۔

((اِذَا خَالَفَ قَوْلِىْ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخُذُوْا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاضْرِبُوْا بِقَوْلِىْ الْحَائِطَ)) ❹

''جب میرا قول رسول اللہ ﷺ کے قول کے خلاف آ جائے تو رسول اللہ ﷺ

---

❶ الوجيز فى عقيدة السلف : ١٢٨/١.
❷ حقيقة الفقه ، ص: ٧٥.
❸ موسوعة توحيد رب العبيد : ٣٧١/١٤.
❹ حواله ايضاً.

کی حدیث لے لو، اور میرا قول دیوار پر دے مارو۔''

ایک مرتبہ امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا تھا کہ میری نسبت آپ کو حدیث اور رجال کا زیادہ علم ہے، اس لیے آپ کی تحقیق کے مطابق جب کوئی حدیث صحیح ہو تو مجھے بھی بتا دیا کریں تاکہ میں بھی اس پر عمل کروں۔ ❶

امام ابن حزم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''بلاشبہ آج جن فقہاء عظام کی تقلید کی جا رہی ہے، وہ تقلید کو نہ صرف باطل قرار دیتے تھے، بلکہ اپنے ساتھیوں کو تقلید سے منع بھی کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں امام شافعی رحمہ اللہ بہت ہی سخت تھے وہ صرف صحیح احادیث کی اتباع کی ہی تاکید کیا کرتے تھے۔'' ❷

امام احمد رحمہ اللہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

امام احمد رحمہ اللہ ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، اور ۲۴۱ھ میں بغداد میں ہی فوت ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

((لَا تُـقَلِّدْنِيْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكًا ، وَلَا الشَّافِعِيَّ ، وَلَا الْاَوْزَاعِيَّ ، وَلَا الثَّوْرِيَّ وَخُذْ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا)) ❸

''میری تقلید مت کرو، اور نہ ہی مالک' شافعی' اوزاعی اور ثوری کی تقلید کرو، بلکہ جہاں سے انہوں نے دین لیا ہے تم بھی وہیں (یعنی کتاب وسنت) سے دین حاصل کرو۔''

آپ رحمہ اللہ کا ایک یہ قول بھی معروف ہے:

---

❶ آداب الشافعی و مناقبه لابن ابی حاتم، ص: ۹۳.

❷ الاحکام فی اصول الأحکام، ص: ۱۱۸.

❸ مؤلفات الشیخ محمد بن جمیل زینو : ۱۴۰/۶.

((مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ عَلٰى شَفَا هَلَكَةٍ)) ❶

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہے۔''

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اتباع یہ ہے کہ آدمی صرف اس کی پیروی کرے جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سے پہنچے، اور پھر جو تابعین سے پہنچے۔اس کے بعد وہ صاحب اختیار ہے۔ ❷

امام ابن قیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''دین کے معاملے میں لوگوں کی تقلید کرنا انسان کی کم فہمی کی علامت ہے۔'' ❸

---

❶ حواله أيضا.

❷ مسائل الامام احمد، ص: ٢٧٦-٢٧٧.

❸ اعلام الموقعين: ١٧٨/٢.

باب نمبر ۱۳

جمادات و نباتات کی
رسول کریم ﷺ سے محبت

جدید سائنس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ نباتات روشنی اور اندھیرے میں تمیز کرتے ہیں۔ روشنی اور درجہ حرارت جیسے محرکات کی سمت میں واضح حرکات کرتے ہیں۔ سورج مکھی کا پھول سورج کی طرف رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ پودے بیرونی محرکات کو پہچانتے ہیں تو پھر بحکم الٰہی ان کا سرورِ کائنات ﷺ کو پہچاننا اور حکم کی تعمیل کرنا بھی قابل قبول ہے، کئی مواقع پر درختوں نے رسول کریم ﷺ سے اظہار محبت کیا، اور آپ کی طرف سے جو حکم ہوا اس کی تعمیل کی، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ایک اعرابی نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا، مجھے کیسے معلوم ہو کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر میں کھجور کے اس درخت کے اس گچھے کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ گرا۔ پھر آپ نے فرمایا: واپس ہو جا، وہ واپس ہو گیا، اور اس اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔ [1]

یہ تو درختوں کا حال ہے جبکہ انسان تو اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و محبت کے پابند اور مکلّف ہیں۔ انہیں اس واقعہ سے اپنے ذوقِ ایمان میں اضافہ کرنا چاہیے۔

---

[1] سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۲۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جبل اُحد کی محبت:

جبل احد حضور نبی کریم ﷺ سے اتنا مانوس ہو چکا تھا کہ اس کے پتھر کے سینے میں بھی محبت رسول اللہ ﷺ کی آبیاری ہوگئی، پھر اس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا کہ دربارِ نبوی ﷺ میں اس کی محبت کی تصدیق کی گئی، اس کی محبت کے صلے میں اسے یہ خوشخبری دی گئی کہ ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول کریم ﷺ کو اُحد پہاڑ نظر آیا تو آپ نے فرمایا:

((هَـذَا جَبَـلٌ يُـحِبُّـنَا وَنُحِبُّهُ ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّى أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)) [1]

"یہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے، اور ہم اسے محبوب رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کو حرم بنایا، اور میں اس مدینہ طیبہ کے سنگلاخوں کے درمیانی حصہ کو حرم بناتا ہوں۔"

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، رقم: ۷۳۳۳.

باب نمبر ۱۴

نبی کریم ﷺ سے محبت کے ثمرات

اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول اور گناہوں کی بخشش:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (آل عمران: ۳۱)

''کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے گا۔ آپ کی سنت کی پیروی کرے گا، اور آپ کے طریقہ کار کو اپنائے گا تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اس سے محبت کرے گا بلکہ اس کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔

آخرت میں کامیابی:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والے کے لیے عظیم کامیابی کا اعلان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب: ۷۱)

''جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا، اس نے یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اوامر کو بجالائے گا اور نواہی سے گریز کرے گا وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا، اسے ہر خوف سے نجات ملے گی اور اس کی ہر تمنا پوری ہوگی، جہنم سے نجات ملے گی اور جنت اس کی ابدی منزل ہوگی۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا حصول:

مسجد نبوی کے کچے فرش پر محراب میں کھڑے ہو کر فخر کائنات محمد رسول اللہ ﷺ علم و حکمت اور معرفت کے گنج ہائے گراں مایہ لٹایا کرتے تھے، اور خطبہ مبارک کے دوران محراب میں موجود ایک کھجور کے خشک تنے سے ٹیک لگایا کرتے مگر کافی دیر کھڑا ہونے سے دقت محسوس ہوتی کہ جب آپ کے سامنے منبر کی پیشکش کی گئی جو آپ ﷺ نے قبول فرمائی، چنانچہ کھجور کے تنے کو وہاں سے ہٹا دیا گیا، اور اس کی جگہ منبر رکھ دیا گیا۔ اگلے جمعۃ المبارک کو جب فخر موجودات، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر جلوہ آفروز ہو کر خطبہ جمعہ شروع فرمایا تو خشک لکڑی ہجرِ رسول ﷺ کے صدمے کو برداشت نہ کر سکی، اور اس نے اسی طرح درد سے بلبلانا شروع کر دیا کہ جس طرح اونٹی اپنے بچے کے فراق میں بلبلاتی ہے۔ سرورِ کون و مکان محمد ﷺ خطبہ مبارک چھوڑ کر اس کے پاس گئے، اور اسے اپنی آغوشِ رحمت میں لیا تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں بھرتے ہوئے، آہستہ آہستہ خاموش ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس منظر کو اپنے الفاظ میں قلمبند کیا جو کہ مستند کتب حدیث میں درج ہے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے لیے منبر بنوایا، جب آپ نے اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا تو وہ تنا اس طرح رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نیچے اترے اور اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ [1]

[1] سنن ترمذی، ابو المناقب، رقم ٣٦٢٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

جنت میں انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی رفاقت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾﴾

(النسآء: ٦٩)

''اور جو بھی اللہ کی اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ۔ یہ بہترین رفیق ہیں۔''

اس آیت کے شان نزول کے متعلق امام طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ دنیا میں آپ کی جدائی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، لیکن اگر آپ فوت ہو گئے، اور درجات میں ہم سے بہت بلند کر لیے گئے تو ہم آپ کو دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جو بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوئے خالص ہو کر ان کی فرمانبرداری کرے گا۔ روزِ قیامت اسے ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوگی۔'' [1]

ایمانی لذت کا حصول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین خصلتیں جس میں پائی گئیں وہ ان کی وجہ سے ایمان کی لذت محسوس کرے گا۔

ا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

[1] تفسیر طبری: ٨/٥٣٤.

۲۔ جب بھی کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے کرے۔

۳۔ کفر کی طرف پلٹنا اس کے لیے ایسے ہی ناپسندیدہ ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ [1]

شیخ محی الدین رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک عظیم حدیث ہے، اور دین کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے، اور ایمانی لذت کا مفہوم یہ ہے کہ اطاعت وفرمانبرداری کے کاموں میں لطف محسوس ہونا' دینی اُمور میں مشقت برداشت کرنا اور دین کو دنیاوی اشیاء پر ترجیح دینا وغیرہ۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ١٦.

[2] فتح الباری: ١/٨٥.

باب نمبر ۱۵

نبی کریم ﷺ سے محبت کے تقاضے

پس جب تک تمام کائنات اور تمام موجودات سے حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ گرامی عزیز تر نہ ہو جائے ایمان ناقص و ادھورا ہے، اور یاد رہے کہ نبی مکرم ﷺ سے محبت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو پہچاننا، سمجھنا اور پھر ان پر قولی و عملی اعتقاد رکھنا لازمی ہے، لیکن افسوس، صد افسوس! کہ اکثر لوگ اس بارے میں جہالت کا شکار ہیں، اور جن لوگوں کو ان مقتضیات کا علم ہے وہ بھی ان کو پورا کرنے میں کوشاں نظر نہیں آتے۔ اِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّیْ!

ذیل کی سطور میں ہم ان مقتضیات کو بلا اختصار سپردِ قلم و قرطاس کر رہے ہیں کہ اللہ عزوجل ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے والا بنا دے۔ واللہ الموفق۔

۱۔ ایمان بالرسول ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جنوں کے لیے رسول مکرم ﷺ پر ایمان لانا واجب قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۳۶﴾ (النسآء: ۱۳۶)

''اے ایمان والو! اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے، اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ۔ جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

آپ ﷺ پر ایمان لانا آپ ﷺ سے محبت کا بنیادی تقاضا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

((أُمِرتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِی)) ❶

''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ کوئی معبودِ برحق نہیں سوائے اللہ کے، اور ایمان لائیں مجھ پر۔''

۲۔ اطاعتِ رسول ﷺ:

آپ ﷺ سے محبت کے مقتضیات میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر لازم ہے، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ ﴾ (محمد: ٣٣)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسول کا کہا مانو، اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْعَصَی اللّٰهَ)) ❷

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔''

۳۔ اتباعِ رسول اللہ ﷺ:

محبت اگرچہ قلبی عمل ہے مگر اس کے اثرات جسم پر ضرور ظاہر ہوتے ہیں جو سچی اور جھوٹی

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ١٢٦.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، رقم ٧١٣٧.

محبت کے درمیان حد فاصل ہوتے ہیں۔ بعینہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص پر بھی آپ ﷺ سے محبت کا اثر ظاہر ہونا ضروری ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ انسان رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے۔ آپ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق عمل پیرا ہو۔ اگر وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا پیروکار، فرمانبردار اور متبع سنت نہیں تو لاکھ محبت کے دعوے کرتا رہے وہ جھوٹا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ ﴾ (آل عمران : ۳۱)

”کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس آیت نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، اور اس کے اعمال، افعال، عقائد فرمان نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہوں، طریقہ محمدیہ ﷺ پر وہ کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔“ ❶

اس لیے رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنے عمل کے ساتھ بھی محبّ رسول اللہ ﷺ ہونے کا ثبوت پیش کرے، اور آپ ﷺ کی کامل فرمانبرداری کرے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر آپ ﷺ کی اتباع کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ چند آیات حسب ذیل ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ ﴾ (الحجرات : ۱)

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے

❶ تفسیر ابن کثیر.

ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔''

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ ﴾ (النسآء : ٦٥)

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں۔ ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں، اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾ ﴾ (النسآء : ٦١)

''ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام اور رسول اللہ کی طرف آؤ تو آپ دیکھیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رُکے جاتے ہیں۔''

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾ ﴾ (الاحزاب : ٣٦)

''اور کسی مسلمان مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ یاد رکھو! اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ (النور : ٦٣)

''تم اللہ کے نبی کے بلانے کو ایسا معمولی بلاوا نہ سمجھ لو جیسے آپس میں ایک کا ایک کو ہوتا ہے۔ تم میں سے انہیں اللہ خوب جانتا ہے جو نظر بچا کے چپکے سے سرک جاتے ہیں۔ سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے، یا انہیں کوئی دکھ کی مار نہ پڑے۔''

مفسر قرآن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے شدید ناراض ہوئے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مقابلہ میں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال کو پیش کیا، اور فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ تم پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برسیں۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر نے یوں کہا۔ ❶

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے میں سچا وہ ہے جس پر محبت کی چند علامتیں بھی ظاہر ہوں۔ ان میں سے پہلی علامت یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و پیروی کرے، آپ کی سنت پر عمل پیرا ہو، آپ کے اقوال وافعال کی اتباع کرے، آپ کے حکموں پر عمل اور منع کردہ کاموں سے بچے۔ ❷

شیخ عبدالرؤف محمد عثمان رقمطراز ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا محبّ وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرے، اور اللہ اور اس کے رسول کے پسندیدہ کام کو اپنی خواہش پر ترجیح دے۔'' ❸

شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز بن احمد التویجری نقل فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت ہے۔ سنت سے محبت کی علامت آخرت کی محبت ہے۔ آخرت سے محبت کی علامت دنیا سے

---

❶ فتح المجید، ص ۳۸۳۔ فتاوی شیخ الاسلام: ۲/ ۲۱۵.

❷ صحبة الرسول بين الاتباع: ۱/ ۸۶. ❸ ایضا.

نفرت ہے، اور دنیا سے نفرت کی علامت یہ ہے کہ انسان صرف اتنا مال واسباب ذخیرہ کرے جو اس کے لیے زادِراہ اور آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ بن سکے۔''[1]

شیخ علی بن نایف الشحو درقمطراز ہیں:

''نبی ﷺ کی اقتداء واتباع' آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا' آپ کی سنت کو مضبوطی سے اپنانا' آپ کے اقوال وافوال کی اتباع کرنا' آپ کے حکموں پر عمل اور منع کردہ کاموں سے بچنا' سختی' تنگی' چستی اور ناپسندیدگی (ہر حالت) میں آپ کے آداب کا لحاظ رکھنا آپ ﷺ سے محبت کی اولین علامت ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ سے محبت میں سچا شخص صرف وہی ہے جس پر یہ علامت ظاہر ہو اور وہ ظاہری و باطنی طور پر متبع رسول ہو۔''[2]

۴۔اختلافی امور میں نبی کریم ﷺ کی طرف رجوع:

نبی کریم ﷺ سے محبت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ اختلافی امور میں رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے۔ انسان ہونے کے ناطے، اختلافِ طبائع اور اختلافِ فہم کی وجہ سے اعمال وافعال میں ایک دوسرے سے اختلافِ رائے ہوسکتا ہے، اور اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی محفوظ و مامون نہ تھے، لیکن ایسی صورتِ حال میں اختلاف کا حل کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے ہاں سمجھتے تھے، یہی سبیل المؤمنین ہے۔ اور اگر اختلافی امور میں رجوع الی اللہ اور رجوع الی رسول اللہ ﷺ نہیں ہوگا تو اختلافات وتنازعات ختم کرنا خام خیالی ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (النسآء: ٥٩)

''پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ اور رسول کی طرف''

---

[1] البدع الحولية : ١٨٥.

[2] موسوعة الدفاع عن رسول الله : ٢٩٣/٤.

رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((فَاِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْراً .... فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّشِدِيْنَ الْمَهْدِيِيْنِ)) [1]

”تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا۔“

اللہ کے رسول اللہ ﷺ بقیدِ حیات ہوں تو آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ مرجع ہے، اور آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ کی سنت اور آپ کی حدیث کی طرف رجوع کیا جائے یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے۔

۵۔ رسول کریم ﷺ کی کسی معاملہ میں مخالفت نہ کی جائے:

آپ ﷺ سے محبت کے تقاضوں میں سے پانچواں تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور عذاب الیم سے ڈرایا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾﴾ (النور: ٦٣)

”سنو! جو لوگ حکمِ رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِىْ)) [2]

”اور جو میرے حکم کی مخالفت کرتا ہے، (اللہ کی طرف سے) اس پر ذلت اور

---

[1] سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: ٢٦٧٦۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ٤٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] مسند أحمد ٢/ ٥٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ ارواء الغلیل ٥/ ١٠٩، رقم: ١٤٦٩.

حقارت مسلط کر دی جاتی ہے۔‘‘

۷۔ترک بدعات:

رسول اللہ ﷺ نے جو دین لوگوں کے سامنے پیش کیا اس میں عقائد، عبادات اور معاملات کا مکمل نمونہ موجود ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳)

’’آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا‘‘

اب اس دین کے احکام و مسائل میں کسی قسم کا ردّ و بدل اور ترمیم و اضافہ نہیں ہو سکتا، بلکہ غلبہ دین، حصول رضائے الٰہی اور گمراہی سے بچنے کے لیے اسی دین میں مکمل مواد موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

((اِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيْثًا فَلَا تَزِيْدُنَّ عَلَيْهِ)) ❶

’’جب میں تم کو کوئی حدیث بیان کروں تو اس پر زیادہ نہ کرو۔‘‘

اب اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے دین میں بدعت ایجاد کرتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا شریک و سہیم بناتا ہے، کیونکہ شریعت کو اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا ہے، اور اگر کوئی خود شریعت سازی کرتا ہے تو وہ اللہ کے حق میں اپنے آپ کو شریک کرتا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنِ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَّعَ)) ❷

’’جس نے اچھائی کو طلب کیا، پس تحقیق اس نے شریعت سازی کی۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ مسند احمد: ۱۱/۵، رقم: ۲۰۱۲۶۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۳۴۶.

❷ الاحکام آمدی، ۱۳۶/۲۔ المستصفیٰ للغزالی: ۲۷۴/۱.

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَالَیْسَ فِیْهِ فَهُوَرَدٌّ)) ❶

''جس نے ہمارے دین (اسلام) میں (اپنی طرف سے) کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں، تو وہ مردود ہے۔''

بلکہ دین میں بدعت ایجاد کرنے والے شخص پر دن رات اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور پھٹکاریں برستی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((لَعَنَ اَللّٰهُ مَنْ اَحْدَثَ فِی الْاِسْلَامِ حَدَثًا)) ❷

''اللہ تعالیٰ اسی شخص پر لعنت فرمائے جس نے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد کی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بدعات سے بچنے کا درس دیتے ہیں، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((عَلَیْكَ بِتقْوَی اللّٰهِ وَالْاستِقَامَةِ ، وَاتَّبِـعْ وَلَا تَبْتَدِعْ)) ❸

''اپنے اوپر تقویٰ اور استقامت کو لازم کرو، اور نبی مکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کرو اور بدعتی نہ ہو۔''

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِیْتُم)) ❹

''سنت کی پیروی کرو، اور بدعتی مت بنو۔ پس تحقیق سنت ہی تم کو کفایت کرے گی۔''

۷۔ رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی:

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پوری طرح خیر خواہی ہو، جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث ہے، جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلح، رقم: ۲۶۹۷.

❷ مسند الربیع، رقم ۳۷۲۰.

❸ سنن دارمی، رقم: ۱۴۱.

❹ سنن دارمی، باب فی کراهیة اخذ الرائی، رقم: ۲۱۱.

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهٖ، وَلِرَسُوْلِهٖ، وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَعَامَّتِهِمْ.)) ❶

یقیناً نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، آئمہ مسلمین اور تمام مسلمانوں کے لیے۔''

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''عربی لغت میں نصیحت کا لفظ بڑا جامع ہے، اور اس کے معانی بڑے وسیع ہیں، اسی وسعت کے لحاظ سے معنی سمجھنا چاہیے۔ اللہ پاک کے رسول ﷺ سے نصیحت (خیر خواہی) یہ ہے کہ ان پر ایمان خالص ہو۔ ان کی تعظیم دل و جان سے بجا لائے۔ ان کی سنت کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کے پیغام کی دنیا میں اشاعت کرے۔ اس حدیث کو محدثین نے ان چند احادیث میں شمار کیا ہے جن پر فقہ اسلامی کا مدار ہے۔''

آپ ﷺ کا پیغام جسے آپ ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ پیغامِ توحید ہے، بلکہ یہ پیغام تمام انبیاء اور رسل کا پیغام ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ ﴾ (الأنبياء: ٢٥)

''تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا، چنانچہ آپ نے کوہِ فاران پر فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم، ١٩٦.

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، تُفْلِحُوْا)) ❶

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''

آپ ﷺ کے ساتھ خیر خواہی اور نصیحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس مشن کو اختیار کیا جائے، اور توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لائے جائیں، یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے۔

۸۔ نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر:

نبوت و رسالت کا مقام اس بات کا متقاضی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کی بہت زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی تعظیم میں ایک کام تو یہ شامل ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں بلند نہ کی جائیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ① یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ③ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ④ وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ⑤﴾ (الحجرات: ۱ – ۵)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ سننے جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی

❶ مسند احمد، رقم: ۱۶۰۲۳۔۹۱ ابن حبان (رقم:۶۵۶۲) نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

آواز سے اوپر نہ کرو، اور نہ اس سے اونچی آواز سے بات کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے۔ جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بالکل بے عقل ہیں۔ اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود ان کے پاس آ جاتے تو یہی ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔''

سیّدنا سائب بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں سو رہا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکریاں مار کر بیدار کیا۔ میں نے اُٹھ کر دیکھا تو میرے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اُن دونوں آدمیوں کو بلا کر لاؤ (جو کہ بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے) جب میں انہیں بلا کر لایا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا ہم طائف سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا' تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آواز کو بلند کر رہے ہو!'' [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی بھی حقارت والا لفظ استعمال نہ کیا جائے، اور جب بھی آپ کو پکارا جائے، انتہائی ادب و احترام کے ساتھ پکارا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۴ ﴾ (البقرۃ: ۱۰۴)

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۷۰.

''اے ایمان والو! تم (نبی ﷺ کو) ''راعنا'' نہ کہا کرو، بلکہ ''انظرنا'' کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے، اور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''رَاعِنَا'' کے معنی ہیں ہمارا لحاظ اور خیال کیجیے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سامع اس لفظ کا استعمال کر کے متکلم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا لیکن یہودی اپنے بغض وعناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ کر استعمال کرتے تھے، جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور ان کے جذبہ عناد کی تسلی ہو جاتی۔ مثلاً وہ کہتے ''رَاعِیْنَا'' (ہمارے چرواہے) یا ''رَاعِنَا'' (احمق) وغیرہ۔ جیسے وہ ''السلام علیکم'' کی بجائے ''السّام علیکم'' (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ''انظرنا'' کہا کرو۔ اس سے ایک تو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ جن میں تنقیص واہانت کا شائبہ ہو ادب واحترام کے پیش نظر اور سدِ ذریعہ کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کا استعمال صحیح نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ افعال واقوال میں مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے۔'' [1]

۹۔ دیارِ حبیب ﷺ سے محبت:

محبانِ مصطفیٰ ﷺ کے قلوب کے لیے جو سکون وراحت مدینہ کی فضا میں ہے اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جن دلوں میں محبت مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں ہے وہ ہر وقت ''ورفعنالك ذكرك'' کے مصداق ذکر حبیب میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ان کے دل دیار حبیب ﷺ کی تانگ میں ہر وقت مچلتے رہتے ہیں۔ کیا خوب کہا کسی نے:

جب تجھے یاد کر لیا صبح مہک مہک اٹھی
جب تیرا غم جگا لیا رات مچل مچل گئی

---

[1] احسن البیان، ص: ۴۳.

ان کی فکر وجستجو ہر وقت کوئے محبوب کی جلوہ افرینیوں میں مگن رہتی ہے، اور جس طرح محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یثرب کو اپنی آمد سے مدینہ منورہ بنا دیا اسی طرح ان کے دل بھی یادِ محبوب اور محبت محبوب کی بنا پر مثلِ مدینہ منور و روشن ہو جاتے ہیں، جہاں صرف محبوب کبیریا ﷺ کی محبت کا ہی بسیرا ہوتا ہے۔

محبانِ مصطفیٰ ﷺ کے ہاں مدینۂ منورہ کا ایک اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ وہ مدینہ سے ہزاروں میل دور بھی یادِ مدینہ سے اپنے قلوب کے گلشن مہکاتے ہیں، اور ذوق وشوق کی دنیا میں آنکھوں کے بل چل کر اس طاہر درِ حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کی حاضری کو ابدی سعادتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔

میں نے پلکوں سے دریار پر دستک دی ہے

جن مبارک قلوب میں محبت محبوبِ رب العالمین ﷺ کی آگ بھڑک رہی ہو، انہیں مدینۃ الرسول ﷺ کی فضاؤں میں عجیب قسم کا کیف وسرور محسوس ہوتا ہے۔ بقول شاعر:

چھاؤں مہک مہک ہے دھوپ ٹھنڈی ہے
شہر مصطفیٰ ! تیری بات ہی نرالی ہے
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

مدینہ منورہ کو یہ شرف حاصل رہا کہ اس کی سرزمین پر حبیب رب العالمین ﷺ کے تلوے مبارک لگے، اور آج بھی وہاں کئی ایسے مناظر مل جاتے ہیں جن سے آقائے نامدار ﷺ کی یادیں وابستہ ہیں جنہیں دیکھ کر محبانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عجب قسم کی طمانیت قلب میسر آتی ہے۔

بہرکیف رسول مکرم، شفیع المذنبین، محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے محبین کو مدینہ سے محبت کا درس دیا ہے، اور مدینہ طیبہ کے بہت سے فضائل ومناقب بیان فرمائے ہیں جن کا اندازہ ان

احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفعَلْ ، فَاِنِّیْ اُشْهِدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا)) ❶

"جو شخص تم میں سے مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ایسا کرے، کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی اللہ کے سامنے شہادت دوں گا۔"

حرمتِ مدینہ منورہ:

مدینہ طیبہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ اسے نبی مکرم ﷺ نے حرمت والا شہر بنایا ہے۔ اب اس کی حدود میں سے درخت کاٹنے ممنوع ہیں، اور اس میں ہر قسم کی بدامنی اور خون خرابہ کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ! اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ ، وَاِنَّكَ حَرَّمْتَ مَكَّةَ عَلٰى لِسَانِ اِبْرَاهِيْمَ ، اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ، مَابَيْنَ لَا بَتَيْهَا .)) ❷

"اے اللہ! تیرے دوست، اور تیرے نبی ابراہیم علیہ السلام ہیں، اور تو نے خود مکہ کو ابراہیم کی زبان سے حرام قرار دیا۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ اور تیرا نبی مدینہ کو ان دونوں کالی پتھریلی زمینوں کے درمیان حرام قرار دیتا ہوں۔"

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، رقم: ٣١١٢۔ علامہ البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔ مزید دیکھیں: التعليق الرغيب: ٢/ ١٤٢، دفاع عن الحديث، رقم: ١٠٤

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، رقم: ٣١١٣۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

مدینہ منورہ کی دجال سے حفاظت:

قربِ قیامت دجال کا لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے خروج ہوگا۔ وہ خدائی دعویٰ کرے گا۔ قریہ قریہ، شہر شہر، پھرے گا، مگر مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، پس فرشتوں کو مدینہ منورہ کی حفاظت کرتا ہوا دیکھ کر بھاگ جائے گا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَدِیْنَۃُ یَاتِیْھَا الدَّجَّالُ فَیَجِدُ الْمَلَائِکَۃَ یَحْرُسُوْنَھَا فَلَا یَقْرَبُھَا الدَّجَّالُ، وَلَا الطَّاعُوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ)) ❶

''دجال مدینہ تک آئے گا تو یہاں فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا۔ چنانچہ نہ دجال اس کے قریب آ سکتا ہے، اور نہ طاعون، انشاء اللہ)

ایمان کا مدینے میں سمٹ کر آنا:

قیامت کے قریب پوری دنیا سے ایمان مدینہ میں کھینچ کر آ جائے گا، یہ شہر تا قیامت ایمان کی رونقوں سے آباد رہے گا۔ سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَاتَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا)) ❷

''ایمان سمٹ سمٹا کر مدینہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔''

مدینہ شریف میں مکہ کی بنسبت دوگنا برکت:

حبیبِ کبیریاء علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائی، اے میرے اللہ! مدینہ کے پیمانوں میں مکہ مکرمہ سے دوگنا برکت عطا فرما۔ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے سوز میں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم: ۱۱۳۴.

❷ سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب فضل المدنیه، رقم: ۳۱۱۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

بارگاہِ رب العزت میں کی۔ اس کے بارے میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ باہر نکلے۔ یہاں تک سقیا کی سنگلاخ زمین میں پہنچے۔ یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھی۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ''میرے لیے وضو کا پانی لاؤ۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے اور یہ دعا فرمائی: یا اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل تھے، انہوں نے اہل مکہ کے لیے برکت کی دعا کی۔ میں تیرہ بندہ اور رسول ہوں۔ تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ ان اہلِ مدینہ کے مد اور صاع میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما، جو تو نے اہل مکہ کو عطا فرمائی۔'' ❶

مسجد نبوی میں عبادت کا ثواب:

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذا خَیرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) ❷

''مسجد حرام کے علاوہ دیگر تمام مسجدوں میں ایک ہزار نمازوں سے میری مسجد میں ایک نماز بہتر ہے۔''

باغیچۂ جنت:

وہ حجرۂ مبارک جس سے نکل کر آپ علیہ الصلوۃ والسلام مسجد نبوی میں آ کر نماز پڑھایا کرتے تھے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی کیاری قرار دیا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ)) ❸

---

❶ سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۱۴۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۱۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۱۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

’’میرے دولت کدہ اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔‘‘

مکہ مکرمہ سے محبت:

مکہ مکرمہ مقدس شہر ہے اور اس میں ایسا عبادت کا مرکز قائم ہے جس میں ایک نماز کا ثواب لاکھ گنا ہے۔ اس گھر پر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے انوار وتجلیات کی بارشیں ہو رہی ہیں جو چار سو عالم میں رہنے والے اہل اسلام کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اس گھر کے سائے تلے دو جہاں کا کیف وسرور ہے۔ اس کی زیارت گناہوں کی آلودگی کو دھو ڈالتی ہے۔ اہل اخلاص کو بارگاہِ رب العزت میں مقرب بنانے کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں اس گھر کو مختلف انبیاء نے آباد کیا، آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس کی برکات کو کائنات تک وسیع کرنے کے لیے رحمتِ عالم ﷺ کو بھیجا جنہوں نے اس گھر کو بتوں کی نجاست سے پاک کر دیا۔ آپ ﷺ کی تمنا سے اسے تمام اہل اسلام کا قبلہ بنا دیا گیا۔ اس مقدس اور حرمت والے شہر میں لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس کی حدود میں درختوں کو کاٹنے کی اجازت قطعی نہیں۔ یہ گھر ہر عابد کا قبلہ، ہر مومن کی محبت کا نگینہ ہے۔ یہ وہ گھر ہے جس سے خالق کائنات کو بھی پیار ہے، اور اسے اس نے بابرکت اور اہلِ جہاں کے لیے رہنما بنا دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۶﴾

(اٰل عمران: ۹۶)

’’بے شک (اللہ کا) پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، اور تمام جہان والوں کے لیے باعثِ برکت وہدایت ہے۔‘‘

جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ’’التین‘‘ میں فرمایا:

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳﴾

(التین: ۱-۳)

’’قسم ہے انجیر کی، اور زیتون کی، قسم ہے طور سینا کی، اور قسم ہے اس امن والے شہر کی۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کو اس شہر مقدس سے بڑی زیادہ محبت تھی، اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے محبت کا اظہار جبکہ آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے لگے تو مکے سے باہر جا کر ناقہ پر سوار ہوتے ہوئے یوں فرمایا:

((وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ، وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَيَّ، وَاللّٰهِ! لَوْلَا اَنِّىْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ)) ❶

''اللہ کی قسم! تو اللہ کی سب سے بہترین زمین اور سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔''

۱۰۔ رسول اللہ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا:

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے دوستوں سے دوستی رکھی جائے، اور آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا جائے، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ وہ کسی بھی حال میں اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے، کیونکہ ایمان اور دشمنانِ رسول کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾

(المجادلة: ٢٢)

''جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، چاہے وہ ان کے باپ، بیٹے یا ان کے بھائی ہوں، یا ان کے خاندان والے ہوں۔''

---

❶ سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، رقم: ٣١٠٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۱۱۔ نبی کریم ﷺ کو اذیت نہ دینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى
طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ
طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ
مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ
مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ
اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۵۳ ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''مسلمانو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لیے بھی اجازت کے بعد جاؤ، یہ نہیں کہ پہلے سے جا کر بیٹھ گئے، اور کھانے کے پکنے کا انتظار کرتے رہے، بلکہ جب بلایا جائے جاؤ، اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو۔ نبی کو تمہاری یہ حرکت ناگوار گزرتی ہے، لیکن وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق کے بیان میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کی کامل پاکیزگی یہی ہے۔ نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو، اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ
اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۵۷ ﴾ (الاحزاب: ۵۷)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے، اور ان کے لیے نہایت ذلیل عذاب ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تکذیب کرنا آپ کو شاعر، کذاب اور ساحر وغیرہ کہنا۔ اسی طرح بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہنا بھی آپ ﷺ کے لیے اذیت کا باعث ہے۔ نیز آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں اضافہ کرنا، اور اس میں ایسے ایسے کام ایجاد کرنا کہ جو پہلے اس میں موجود نہ تھے، بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حوض کوثر پر اپنے ساتھیوں کو پانی پلا رہے ہوں گے کہ کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئیں گے، آپ ﷺ انہیں پہچان لیں گے اور وہ آپ کو پہچان لیں گے، پھر اچانک ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ ''یہ تو میرے امتی ہیں۔'' تو آپ ﷺ سے کہا جائے گا کہ آپ کو علم نہیں انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام (دین میں) ایجاد کر لیے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ فرمائیں گے۔ ان کو مجھ سے دور لے جاؤ جنہوں نے میرے بعد (دین کو) بدل دیا تھا۔'' [1]

۱۲۔ رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود وسلام پڑھنا:

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ پر بکثرت درود وسلام پڑھا جائے، کیونکہ آپ نے یہ دین ماریں کھا کر، سختیاں سہ کر اور تکلیفیں جھیل کر ہم پر پیش کیا اور ہم تک پہنچایا، جو کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم پر احسانِ عظیم ہے۔

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝۶۰﴾ (الرحمن: ٦٠)

''نہیں ہے بدلہ احسان کا مگر احسان کے ساتھ''

ان پر اس ہمارے احسان کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ ﷺ پر بکثرت درود وسلام بھیجا

---

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٤٦٨ .

جائے، یہ درود وسلام کیا ہے؟ آپ پر رحمت، مغفرت اور سلامتی کی دعائیں ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶ ﴾ (الأحزاب : ٥٦)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔''

ہر وقت درود زبان پر جاری رہنا چاہیے، اور اس کے انوار میں ڈوبے رہنا چاہیے۔ بالخصوص جمعہ کے روز تو درود وسلام میں ڈوب جانا چاہیے، سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَكْثِرُوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْجُمْعَةِ .)) [1]

''جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے پڑھ کرو۔''

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) [2]

''جو شخص، مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

بارگاہِ رسالت میں قرب حاصل کرنے کے لیے کثرتِ درود اکسیر اعظم اور کبریت احمر ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) [3]

''یقیناً روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے۔''

---

[1] مستدرك حاكم ٢ / ٤٢١۔ امام حاکم اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ١٢١.

[3] صحيح ابن حبان، رقم: ٩٠٨۔ سنن ترمذی، رقم: ٤٨٤۔ ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

پس حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لکھتے وقت، اور بولتے وقت، صلوٰۃ وسلام کا التزام کرنا چاہیے، گو عبارت لکھتے ہوئے یا دوران گفتگو بیسیوں بار آپ کا اسمِ گرامی آئے۔ ہر بار اک نئے شوق و ذوق اور نئے ولولے کے ساتھ درود بھیجنا چاہیے، وہ جنھوں نے اپنی پوری زندگی، ہماری اصلاح کے لیے کھپا دی۔ حیف ہے ہم پر کہ ہم ان کے اسم گرامی پر ہونٹوں کو جنبش دینے میں بھی بخل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .)) [1]

''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

قارئین کرام! یہ محبت رسول کریم ﷺ کے تقاضے ہیں، جن کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے انہی مقتضیات کی بنیاد پر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق قائم کیا تھا۔

۱۳۔ شانِ رسالت مآب ﷺ میں غلو نہ کرنا:

گذشتہ اوراق میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم کی جائے۔ یہاں یہ بات ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جائز (۲) ناجائز۔

جائز تعظیم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایسی تعظیم کی جائے جو آپ کے مقام و مرتبہ کے لائق ہو' آپ اسے پسند کرتے ہوں، اور اس کے فاعل کی تعریف کرتے ہوں۔ اور ناجائز تعظیم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے مقام و مرتبے سے ہی بڑھا دیا جائے' اور غلو سے کام کیا جائے ایسی تعظیم کہ جس سے خود رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا۔

ہر محبّ رسول پر واجب ہے کہ وہ صرف جائز تعظیم کو ہی اپنائے، اور ناجائز تعظیم جس میں غلو ہو اس سے بچے۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوت، رقم: ۳۵۴٦، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

نصاریٰ نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم میں غلو کیا، اور انہیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یوں تنبیہ فرمائی:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا۟ كَثِيرًا وَضَلُّوا۟ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ﴿٧٧﴾﴾

(المائدہ: ۷۷)

''کہہ دیجیے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو، اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں، اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں، اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں ہی ان لوگوں کو تنبیہ فرما دی تھی کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے مقام سے بڑھانے کی کوشش کی، یا جن کے متعلق آپ کو خدشہ تھا کہ وہ آپ کو آپ کے مقام سے بڑھا دیں گے یا آپ نے سد الذرائع کی غرض سے مطلقاً نصیحت فرما دی۔

((لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ .)) [1]

''میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو، جیسا کہ نصاری نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا تھا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں' تم بھی مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہو۔''

ایک بار کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں مخاطب کیا:

((یا مُحمّدُ ! یا سَیِّدَنا وَابْنَ سَیِّدِنَا وَخَیْرَنَا وابْنَ خَیْرِنَا .))

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! اے ہم میں

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الأنبیاء، رقم: ۳۴۴۵.

سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے!''

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((یَاۤ اَیُّھَا النَّاسُ! عَلَیْکُمْ بِتَقْوَاکُمْ ' لَا یَسْتَھْوِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ' اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ' عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ، وَاللّٰہِ! مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیَ اللّٰہُ .)) ❶

''اے لوگو! تقویٰ کو لازم پکڑو! دیکھو کہیں شیطان تمہیں میری محبت میں صحیح راستے سے بھٹکا نہ دے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں' اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' مجھے یہ قطعاً پسند نہیں کہ تم مجھے میرے اُس مقام سے اونچا اٹھاؤ جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے مجھے رکھا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے ان واضح ارشادات کے باوجود آج کچھ لوگ آپ ﷺ کو آپ کے مقام سے بڑھا کر مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپ ﷺ سے دعا مانگنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۚۛ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

''(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لیے بھی کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا، اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا، اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔''

اسی طرح کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ اپنا کر غلو سے کام لیا ہے کہ

❶ ابن حبان، رقم: (۶۲۴۰) نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند احمد: ۱۵۳/۳۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة، رقم: ۲۴۹.

آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ زندہ ہیں' لوگوں کی دعائیں سنتے ہیں، ہر جگہ حاضر ناظر بھی ہیں۔اور اللہ کے نور میں سے نور ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۴﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

"(سیّدنا) محمد صرف رسول ہی ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں۔کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا' عنقریب اللہ شکرگزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔"

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝۳۰ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝۳۱﴾ (الزمر: ۳۰،۳۱)

"یقیناً آپ کو بھی موت آئے گی، اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں' پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔"

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵﴾ (الانبیاء: ۳۴،۳۵)

"آپ سے پہلے کسی انسان کو ہم نے ہمیشگی نہیں دی۔کیا اگر آپ مر گئے تو یہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے؟ (نہیں' ایسا ہرگز نہ ہوگا' بلکہ) ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے' اور بطریق امتحان ہم تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں' اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

معلوم ہوا کہ اس دنیا میں کسی کو بھی دوام نہیں، خواہ کوئی نبی' ولی یا امام ہو، یا فاسق و فاجر ہو یا

مشرک اور کافر۔ سب نے اپنا اپنا وقت پورا کر کے اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر ظاہر تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بہت تکلیف ہوئی اور آپ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ اپنے لیے اس سے زیادہ آرام دہ بستر لے لیتے تو بہتر ہوتا۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا ، مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) [1]

''مجھے دنیا سے کیا لینا دینا؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار جیسی ہے جو سخت گرم دن میں سفر میں تھا، اور تھوڑی دیر کے لیے کسی درخت کے نیچے سایہ کے لیے ٹھہرا، پھر چل پڑا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔''

دنیا اور اس کے مسافر کی یہ کتنی بہترین تشبیہ ہے! کاش کہ لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے، اور اس پر یقین رکھتے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ خود نبی ﷺ اس دنیا میں ایک مسافر کی حیثیت سے رہے، اور عام لوگوں کی طرح آپ بھی ایک دن اس دنیا سے رخصت ہو گئے، جسے لوگ موت، انتقال، وفات وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ صرف آپ ہی نہیں بلکہ آپ سے پہلے اور بعد اللہ کے جتنے بندے اس دنیا میں آئے یا آئیں گے ہر ایک کا انجام یہی ہے، خواہ وہ نبیوں یا رسولوں کی طرح عظیم مقام پر ہوں، اولیاء و صلحاء کی طرح صلاح و تقویٰ کی

---

[1] مسند احمد: ۳۰۱/۱۔ صحیح ابن حبان: ۲۵۲۶۔ مستدرک الحاکم: ۲۰۹/۴۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۴۳۸، ۴۳۹، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ سنن الترمذی، رقم: ۲۳۷۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۴۱۰۹۔ مسند احمد: ۳۹۱/۱.

منزل پر ہوں یا فرعون و قارون اور ابوجہل کی طرح کفر کے امام ہوں' سب کا انجام اس دنیا سے بالآخر رخصتی ہے۔ یہ نکتہ' یہ حقیقت اور یہ فیصلہ قرآن و سنت میں اس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ کسی مومن کے لیے اس سے انکار تو کیا شبہ کی بھی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ﴾ (آل عمران: ١٤٤)

''محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں' کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔''

جس پس منظر میں نازل ہوا اگر اسے پیش نظر رکھ لیا جائے تو اس مسئلہ کی حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ ہوا یوں کہ جنگ احد میں جب اسلامی فوج انتشار کا شکار ہو گئی تو کسی نے بلند آواز سے کہا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے۔ یہ سن کر اسلامی فوج اور بھی سراسیمگی اور پریشانی کا شکار ہو گئی۔ بہت سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے، اور انہوں نے لڑائی بند کر دی۔ ان کی اس غلطی پر متنبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جانا یا اُن پر موت کا طاری ہو جانا کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی بہت سے انبیاء قتل و موت سے ہم کنار ہو چکے ہیں۔ اگر بالفرض آپ ﷺ کو کافر قتل کر دیں یا آپ پر موت طاری ہو جائے تو کیا تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! ایسا کرنا خود تمہارے لیے ہی نقصان دہ ثابت ہوگا۔

صحیح بخاری میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((كُنْتُ اَسْمَعُ: اَنَّهُ لا يَمُوْتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ' فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ۔ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ: ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ......﴾ الآية (النسآء: ٦٩) فَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ .)) [1]

---

[1] صحيح البخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٤٣٥.

''میں سنتی تھی کہ کوئی نبی اُس وقت تک نہیں مرتا یہاں تک کہ اسے دنیا اور آخرت میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ ﷺ کے مرض الموت کا وقت تھا آپ کہہ رہے تھے کہ ''اُن لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے'' تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب ''صحیح البخاری'' میں باب باندھتے ہیں: "باب مرض النبی ﷺ ووفاته " (نبی ﷺ کے مرض اور وفات کا بیان) پھر اس کے تحت انہوں نے ۲۳ سے زائد حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں سے اکثر کے اندر صراحت کے ساتھ لفظ موت یا وفات وارد ہے۔ ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر موت کی سختی شروع ہوئی، اور سخت تکلیف کا احساس ہوا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی، اور وہ پکار اٹھیں ''ہائے میرے باپ کی سختی کی کیفیت!'' آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا:

((یَا بُنَیَّةُ ! اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِیْكِ مَا لَیْسَ اللّٰهُ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَداً لِمُوَافَاةِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ .)) ❷

''پیاری بیٹی! تیرے باپ پر وہ گھڑی آ چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کسی کو بھی چھوڑنے والا نہیں ہے، اور یہ روزِ حشر کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔''

ان واضح دلائل کے باوجود کچھ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے انکاری ہیں، اور ان کا گمان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسا

---

❶ صحیح البخاری، کتاب المغازی، رقم: ۸۲.

❷ مسند احمد: ۱۴۱/۳ـ سنن ابن ماجة، رقم: ۱۶۲۹ـ الشمائل للترمذی، رقم: ۳۷۹ـ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۷۳۸.

عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں جو کتاب وسنت کی واضح نصوص' صحابہ کرام' تابعین عظام اور کبار ائمہ کے متفقہ موقف کے خلاف ہے۔ آئندہ سطور میں پیش کیا جانے والا واقعہ بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔

جب نبی ﷺ کی وفات کی خبر پھیلی اس وقت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام 'سنح' میں واقع اپنے مکان میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، اور اُتر کر مسجدِ نبوی ﷺ میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے کوئی بات کیے بغیر سیدھے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ کا جسدِ مبارک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رخِ انور سے چادر ہٹائی' اسے چوما اور رو پڑے۔ پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپ پر دو دفعہ موت جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھی تھی وہ آپ کو آ چکی۔

اس کے بعد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اس وقت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: عمر بیٹھ جاؤ! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ اُدھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی' پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا اور فرمایا:

((اَمَّا بَعْدُ ! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ﴾

''اما بعد! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ

کی موت واقع ہو چکی ہے، اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے' کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''محمد نہیں ہیں مگر رسول ہی' اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں' تو کیا اگر وہ محمد مر جائیں (یعنی اُن کی موت واقع ہو جائے) یا وہ قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے تو یاد رکھے کہ وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا' اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔''

بعض روایات میں ہے کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درج ذیل آیت بھی پڑھی: ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝۳۰﴾ (الزمر: ۳۰) ''آپ بھی مریں گے اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے۔'' [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو اَب تک فرطِ غم سے حیران و ششدر تھے' انہیں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب سن کر یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی رحلت فرما چکے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ واللہ! ایسا لگتا تھا گویا لوگوں نے جانا ہی نہ تھا کہ اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے' یہاں تک کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سارے لوگوں نے ان سے یہ آیت گویا اُسی وقت سیکھی، اور اب جس انسان کو میں نے سنا تو وہ اسی آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔

سیّدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے جوں ہی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا، انتہائی متحیر اور دہشت زدہ ہو کر رہ گیا' حتیٰ کہ میرے پاؤں میرے جسم کا بوجھ نہیں اٹھا رہے تھے، حتیٰ کہ میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ آیت سنتے ہی زمین پر گر پڑا' کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ واقعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع

---

[1] فتح الباری: ۱۴۵/۸.

ہو چکی ہے۔ ❶

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں' اس لیے بعد کے علماء اپنی کتابوں میں ''اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کا بیان'' کے نام سے باب باندھتے رہے ہیں' جیسا کہ بخاری شریف کے حوالے سے گزرا۔ نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الشمائل المحمدیة" میں بھی "باب ما جاء فی وفاة النبی ﷺ" باندھا ہے۔ اسی طرح دوسرے علماء نے بھی کیا ہے جو اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بلاشبہ آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ ❷

آپ ﷺ کی وفات کا اقرار تو ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی کیا ہے، چنانچہ اپنی کتاب ''ارکانِ ایمان'' میں لکھتے ہیں: قرآن میں جو حکم ہوگا اس کی عملی تفسیر سرور کائنات ﷺ کی سنت میں پائی جائے گی۔ اسی بنا پر حدیث اور سنت کو قرآن کی شرح قرار دیا گیا ہے۔ خود آپ نے ''مرض الوفات'' سے قبل ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ ، كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ، إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهَا لَنْ تَضِلُّوْا مِنْ بَعْدِیْ .)) ❸

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔ اگر تم ان کو پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔'' ❹

---

❶ صحیح البخاری، رقم: ٤٤٥٢، ٤٤٥٣، ٤٤٥٤، نیز دیکھئے: الرحیق المختوم، ص ٦٣١، ٦٦٢، حدیث کا ترجمہ الرحیق المختوم سے لیا گیا ہے۔

❷ دروس و فتاوی الحرم المدنی : ١/٥٢.

❸ صحیح بخاری.

❹ ارکان ایمان، ص، ١٢٥.

مذکورہ بالا تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جو لوگ نبی ﷺ کی تعظیم میں غلو کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ زندہ ہیں، ان کا عقیدہ کتاب وسنت کی نصوص اور اجماعِ صحابہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔ لہٰذا ہر محبّ رسول کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو رکھے، اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے مقام سے بڑھا کر آپ ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب نہ ہو۔ کیونکہ غلو ایسی چیز ہے جو قوموں کی تباہی کا ذریعہ بن جاتی ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ .)) ❶

''تم دین میں غلو سے کام لینے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے کئی لوگ دین میں غلو سے کام لینے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔''

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا۟ كَثِيرًا وَضَلُّوا۟ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ۝٧٧﴾

(المائدہ: ۷۷)

''آپ کہیے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، جو اس سے پہلے خود گمراہ ہو گئے اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور راہِ راست سے بھٹک گئے۔''

عیسائی بھی غلو کی وجہ سے ہی گمراہ ہوئے۔

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، رقم: ٣٠٢٩ : ابن ماجه : ٢٦٨٠، سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٢٨٣.

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا۟ كَثِيرًا وَضَلُّوا۟ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ۝٧٧﴾

(المائدہ: ۷۷)

''آپ کہیے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، جو اس سے پہلے خود گمراہ ہو گئے اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور راہِ راست سے بھٹک گئے۔''

شرک کی ابتداء بھی قومِ نوح کے نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو کی وجہ سے ہی ہوئی۔ [1]

شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''ہر وہ بات جو شرک میں مبتلا کر دینے والے غلو کی طرف لے جاتی ہو اسے ترک کرنا ضروری ہے کیونکہ اسے ترک کیے بغیر توحید مکمل نہیں ہو سکتی۔'' [2]

---

[1] الابطال لنظرية الخلط بين دين الاسلام وغيره من الأديان : ۱/۷۰.

[2] القول السديد شرح كتاب التوحيد : ۱/۱۹۵.

باب نمبر ۱۶

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامات

قرآن و حدیث میں نبی پاک ﷺ سے محبت کی کچھ علامات بیان ہوئی ہیں جن کو ہم ذیل کی سطور میں سپردِ قلم وقرطاس کرتے ہیں:

۱۔ حبیب کریم ﷺ کی بات سے محبت کرنا۔

۲۔ امام الانبیاء ﷺ کی ازواج مطہرات کا احترام کرنا۔

۳۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا۔

۴۔ محسنِ انسانیت کے اہل بیت سے محبت کرنا۔

۵۔ نبی رحمت ﷺ کی اتباع کرنا۔

۶۔ رسول معظم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے آگے نہ بڑھنا۔

۷۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کی مخالفت سے اجتناب کرنا۔

۸۔ احمد مجتبیٰ ﷺ کو اپنے فرقوں اور اماموں پر ترجیح دینا۔

۹۔ نبی مکرم ﷺ کا نام احترام کے ساتھ پکارنا۔

۱۰۔ رسول اللہ ﷺ کا نام سنتے ہی درود وسلام پڑھنا۔

۱۱۔ پیارے نبی ﷺ سے اپنی جان، مال، والدین اور اولاد سے بھی زیادہ محبت کرنا۔

۱۲۔ نبی محترم ﷺ کی ذاتِ مبارک میں غلو نہ کرنا۔

۱۳۔ جناب رسول ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کو سیکھنا، ان پر عمل کرنا اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرنا۔

۱۴۔ رسول مکرم ﷺ کو تمام مخلوقات سے افضل سمجھنا۔

۱۵۔ نبی کریم ﷺ کے دیدار کی تمنا کرنا۔

۱۶۔ جنت میں حبیب کریم ﷺ کے قرب کا سوال کرنا۔

۱۷۔ ہر لمحہ اس فکر میں رہنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو دیگر باطل ادیان پر اور اپنے گھر سے لے کر ساری دنیا پر کس طرح غالب کیا جا سکتا ہے، اور پھر اس کے لیے تا حیات حتی الوسع کوشش میں لگے رہنا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی منہج نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہو کر اللہ کے بھیجے ہوئے دین اسلام کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

باب نمبر ۱۷

اہل بیتِ عظام سے محبت

اہل بیت میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات‘ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ‘ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا‘ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ‘ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم شامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے اہل بیت میں سے ہونے کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ ﴾ (الاحزاب: ۳۲، ۳۳)

”اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو‘ اگر تم تقویٰ اختیار کرنا چاہتی ہو تو لوچ دار انداز میں گفتگو نہ کرو‘ ورنہ جس شخص کے دل میں بیماری ہے وہ طمع رکھ لے گا، اور تم بھلائی کی بات کرو، اور اپنے گھروں میں ہی ٹھہری رہو، اور پہلی جاہلیت کا سا بناؤ سنگھار نہ کرو، اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو‘ بلاشبہ اللہ تم اہل بیت سے گندی چیزوں کو دور کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں پوری طرح پاک صاف کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی نازل کردہ آیات اور حکمت کی تعلیم دی جاتی ہے تم اسے یاد کرو۔ بلاشبہ اللہ نہایت باریک بین اور انتہائی خبردار ہے۔“

یہ آیت اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں۔ ازواج مطہرات کے علاوہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے اہل بیت میں سے ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک روز تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے سیاہ بالوں سے بنی ہوئی منقش چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اتنے میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ آ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر میں داخل کرلیا' پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی ساتھ داخل کرلیا۔ پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں داخل کرلیا۔ پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا۔ پھر فرمایا ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر گندی چیز دور فرما کر تمہیں خوب پاک کر دے۔'' [1]

اگرچہ مذکورہ بالا آیت میں خطاب تو ازواج مطہرات کو ہی ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ اس طرح بنو ہاشم بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے بنو ہاشم پر صدقہ کی حرمت کا ذکر فرمایا ہے۔ اہل بیت میں شامل بنو ہاشم میں آلِ علی رضی اللہ عنہ' آل جعفر رضی اللہ عنہ' آل عقیل رضی اللہ عنہ' آلِ عباس رضی اللہ عنہ اور ایک روایت کے مطابق آلِ حارث بن عبدالمطلب بھی شامل ہیں۔ [2]

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں ائمہ سلف کا عقیدہ دیگر تمام مسائل کی طرح افراط وتفریط سے پاک ہے۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام اہل بیت سے محبت کرنی چاہیے اور انہیں اس مقام ومرتبہ پر فائز کرنا چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں۔ ان سے عقیدت میں عدل و

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل اهل بيت النبى، رقم : ٢٤٢٤.

[2] صحيح مسلم ، كتاب الزكاة، رقم: ١٠٧٢.

انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے غلو سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ان سے محبت کا اصل سبب ایمان کو سمجھنا چاہیے کیونکہ جسے ایمان کی ہی توفیق نصیب نہ ہوئی اسے نسب کی فضیلت کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

''اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے۔''

اور فرمان نبوی ہے: ''جس شخص کے عملوں میں کوتاہی ہو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔'' [1]

بہرحال حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ محبت کرنا بھی امتِ مسلمہ پر فرض ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

((أَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ .))

''میرے ساتھ محبت رکھتے ہو تو میرے اہل بیت سے بھی محبت رکھو۔''

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی زبان اطہر پر فرمایا کہ اے اہل قریش! میرے اہل بیت، قریبی رشتہ داروں سے محبت کرو۔

﴿قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ: ۲۳)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں اللہ کی پیغام رسانی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہوں، صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک روایت میں بطورِ خاص ذکر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔ [2]

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ''اہل جنت کی عورتوں کی سردار کہا گیا ہے۔'' [3] اس لیے وہ بھی بطور

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲٦۹۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، رقم: ۲۹٤۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲٤۰٦.

[3] صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳٦۲٤.

خاص محبت کی مستحق ہیں۔

اسی طرح سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تو آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔'' ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی بیویوں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی طرف بھیجا' وہ حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ میرے ساتھ چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی بیویاں ابن قحافہ کی بیٹی کے بارے میں عدل کا سوال کر رہی ہیں' اس دوران میں خاموش رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے مجھے محبت ہے؟'' انہوں نے کہا ''کیوں نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تو اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔'' ❷

ایک مرتبہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک سے پیش آنا مجھے اپنے قرابت داروں سے حسن سلوک سے پیش آنے سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ ❸

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ ہر مسلمان کو محبت کرنی چاہیے۔ ان سے محبت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجا جائے۔ جیسا کہ معروف درودِ ابراہیمی میں نبی کریم ﷺ پر درود کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اٰل پر بھی درود کا ذکر ہے۔

سیّدنا بشر بن سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟

---

❶ سنن ترمذی ، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۸۲۔ سلسلة الصحيحة ، رقم: ۲۷۸۹.

❷ صحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، رقم: ۶۲۹۰.

❸ صحيح بخاری ، كتاب الفضائل، رقم: ۳۷۱۲.

آپ ﷺ خاموش رہے اور آپ اتنی دیر خاموش رہے کہ ہماری خواہش ہوئی کہ کاش ہم نے سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم یوں کہا کرو:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلَی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)) [1]

---

[1] صحیح بخاری ، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۷۰.

باب نمبر ۱۸

امہات المومنین سے محبت

فخر موجودات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت اس بات کی متقاضی ہے کہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے محبت اوران کا احترام کیا جائے ،جب ان کا تذکرہ کیا جائے ،تو انتہائی احترام سے لبریز الفاظ استعمال کیے جائیں۔ان کے بارے میں ذرا سی بھی غیر اخلاقی اور ناشائستہ بات زبان سے نہ کی جائے، اور نہ ہی ان نفوس کے بارے میں دل میں کوئی وسوسہ اور کھٹکا آنے پائے۔

ان نفوس قدسیہ نے فخر موجودات، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کو اختیار کیا، اور اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کی خاطر بھوک پیاس پر صبر کا مظاہرہ کیا، اور اپنی حیات مبارکہ اتنی ہی سادگی کے ساتھ بسر کی، اور اپنی زندگیاں عبادت و ریاضت، زہد اور تقویٰ کے لباس میں بسر کیں، اور اپنے رفیق حیات، نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہونے پر فخر کیا، نیز انہوں نے اپنے شوہر نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے تمام اشیائے عالم سے بڑھ کر محبت کی، اور آپ ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری میں اپنی ساری زندگی گزار دی۔

اللہ تعالیٰ نے ان نفوس مقدسہ یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو تمام اہل اسلام کی روحانی مائیں قرار دیا، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الأحزاب: ٦)

”نبی مومنوں کے ان کے اپنے آپ سے زیادہ حقدار ہیں، اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تعظیم کے لحاظ سے تمام بنی آدم کی مائیں ہیں، مگر ان کا مقام و مرتبہ

اور ادب و احترام حقیقی ماؤں سے بھی کئی گناہ زیادہ ہے، اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے ازواج مطہرات کو جہاں کی تمام عورتوں سے منفرد مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (الأحزاب : ۳۲)

''اے میری نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو۔''

کاشانہ نبی کریم ﷺ کی عظمت:

جن گھروں میں رسول اللہ ﷺ کی پیکرِ عفت ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن نبی محترم ﷺ کی رفاقت میں سکونت پذیر تھیں، ان کاشانوں کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، کہ اللہ جل جلالہ نے ان کاشانوں میں داخل ہونے اور حاضر ہونے کے آداب قرآن مجید میں درج فرمائے، تا کہ تمام اہل ایمان ان آداب کی بجا آوری کے سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی کا شکار نہ ہوں، اور نہ ان کے کسی عمل سے آپ ﷺ کو اور آپ کی ازواج مطہرات کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے، اور نہ ہی ان سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو، جس سے رسول اللہ ﷺ کو ذرا سا بھی رنج محسوس ہو، چنانچہ کاشانۂ نبوت کے آداب بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ﴾ (الأحزاب : ۵۳)

''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، الا یہ کہ تمہیں کھانے کیلئے دعوت دی جائے، لیکن تم (پہلے ہی سے بیٹھ کر) اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو، بلکہ تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ، اور جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ، اور آپس میں بات کرنے میں دلچسپی نہ لو، بے شک تمہاری یہ حرکت نبی کو تکلیف پہنچاتی ہے، لیکن

وہ تم سے حیا کرتے ہیں اور اللہ حق بات بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا۔‘‘

قرآن مقدس کی یہ آیات قیامت تک آنے والے تمام اہل اسلام کے دلوں میں عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مقام ومرتبہ اُجاگر کرنے کا باعث ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مقام ومرتبہ اور عفت کی ہر اعتبار سے پاسداری فرمائی ہے، ان کی شان میں ذرا سی بھی ناشائستہ بات ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے مترادف ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے بلا حجاب ہمکلام ہونے سے بھی روک دیا گیا، تاکہ معمولی وسوسہ سے بھی محفوظ رہیں، اور اس کی حکمت یہ تھی کہ بعد میں آنے والے مسلمان اور مومن ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کی عفت وعصمت کا پوری طرح خیال رکھیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ﴾ (الأحزاب: ٥٣)

’’اور جب تم ان (امہات المومنین) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے اوٹ سے مانگو، ایسا کرنے سے تمہارے اور ان کے دل زیادہ پاکیزہ رہیں گے۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کی ممانعت:

ازواج مطہرات کی عظمت اور شان کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ بعد از وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات سے کسی بھی شخص کو نکاح کرنے کی قطعی اجازت نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو قطعاً پسند نہیں فرماتا کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ سے کوئی دوسرا شخص نکاح کرے، اور نہ انہیں کوئی کسی لحاظ سے تکلیف پہنچائے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ۝٥٣﴾ (الأحزاب: ٥٣)

''اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے شادی کرو۔''

ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے تمام زندگی اپنے شوہرِ نامدار نبی رحمت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے وقف کر دی، اپنا سارا سرمایہ ان کے سپرد کر دیا، اور جونہی زبانِ نبوی سے پیغامِ حق سنا تو فوراً اسے قبول کر کے "السابقون الاولون" میں شامل ہوگئیں، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کے بعد بھی ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ ، وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ)) [1]

''مجھے جتنا رشک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہوا اتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری اہلیہ پر نہیں ہوا، حالانکہ میں نے انہیں نہیں پایا تھا۔ اور اس رشک کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں کثرت سے یاد کرنا تھا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کرتے، تو ان کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت کا ہدیہ بھیجتے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي

---

[1] سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم ۳۸۷۵ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح اسے کہا ہے۔

الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)) ❶

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف برتن میں کھانے کی چیز یا پینے کی چیز لے کر آ رہی ہیں، انہیں انکے رب کی طرف سلام کہہ دیجئے، اور انہیں جنت میں خولدار موتی کے ایک محل کی بشارت دیجئے، جس میں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں کئی ایک احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے چند ایک احادیث درج ذیل ہیں: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)) ❷

''مردوں میں سے کامل افراد بہت سے ہیں، لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی۔ عائشہ کی فضیلت و برتری تمام عورتوں پر اسی طرح ہے، جیسے ثرید کی فضیلت و برتری تمام کھانوں پر۔''

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''اے اللہ کے رسول! آپ کو (عورتوں میں) سے زیادہ کون محبوب ہے؟ تو فرمایا: مجھے عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب عائشہ ہے۔ پوچھا گیا: مردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا: اس کا باپ یعنی صدیق اکبر'' ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ٦٢٧٣.

❷ صحیح بخاری کتاب المناقب، رقم: ٥٤١٨.

❸ سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ٣٨٨٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''ایک دفعہ چند منافقوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت وعفت کے متعلق غیر اخلاقی افواہ مشہور کر دی، جس سے انہیں بہت تکلیف ہوئی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے ''سورہ نور'' میں انکی برأت کا اظہار فرمایا، اور ان کی پاکدامنی پر تصدیق ثبت فرما دی۔

امام زہری کا بیان ہے کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے انہیں بری قرار دیا تھا۔ ان سب نے بیان کیا اور ہر ایک نے مجھ سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی ہوئی بات کا ایک حصہ بیان کیا۔ ام المؤمنین نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی بیان کرنے کیلئے وحی نازل کرے گا، جس کی تلاوت ہوگی، میرے دل میں میرا درجہ اس سے بہت کم تھا البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری برات کر دے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کر دیں۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ..... الخ ﴾ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تحائف بھیج کر محبت میں اضافہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اسی لئے مدینے کے مسلمان اکثر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اس روز تحائف بھیجا کرتے تھے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاں قیام فرمانا ہوتا تھا، تاکہ مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت پڑے جو ان کے لیے عظیم سرمایہ تھی۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:

''جس روز میری باری ہوتی، لوگ بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے تحائف بھیجتے تھے۔ ایک روز میری سوکنیں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع ہوئیں، اور کہا کہ ام سلمہ! عائشہ کی باری پر لوگ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٧٥٠.

خاص طور پر تحفے تحائف بھیجتے ہیں۔ اور ہم بھی اسی طرح بھلائی چاہتی ہیں جس طرح عائشہ چاہتی ہیں۔ آپ نبی کریم ﷺ سے عرض کریں کہ آپ لوگوں کو ہدایت فرمائیں کہ میں جہاں پر بھی ہوا کروں وہاں تحائف بھیجا کرو۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، تو آپ ﷺ نے رخ انور کو پھیر لیا، پھر جب ادھر دیکھا، تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری ہم جولیاں کہتی ہیں لوگ تحائف بھیجنے کیلئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری کے منتظر رہتے ہیں، لہٰذا آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ آپ جہاں بھی ہوں، وہیں تحائف بھیجا کریں۔ جب تیسری مرتبہ عرض کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا! اُم سلمہ! مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت نہ پہنچانا، کیوں کہ عائشہ کے علاوہ کسی دوسری کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔'' ❶

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے فضائل:

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا، تو وہ پوری زندگی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> ''پردہ کی آیت ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی، اور اس روز آپ نے روٹی اور گوشت کے ولیمہ کی دعوت دی، اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی، اور کہتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کرایا تھا۔'' ❷

ازواج مطہرات میں چند ایک کے فضائل سپردِ قلم وقرطاس کئے ہیں، موضوع کی نسبت سے اختصار کے پیشِ نظر اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

❀❀❀❀

---

❶ سنن ترمذی، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۷۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۴۲۱.

باب نمبر ۱۹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

ہر مسلمان کے دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہونی چاہیے کیونکہ صحابہ کرام ایسی پاکباز ہستیاں تھیں جنہوں نے براہ راست رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے دین سیکھا، اور آپ ﷺ کی تربیت سے کندن بنے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت میں اپنا جان' مال' بیوی بچے الغرض کچھ بھی لٹانے کی ضرورت پیش آئی تو دریغ نہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مقام عطا فرمایا کہ دنیا میں ہی جنتی ہونے کی خوشخبری سنا دی۔ انہیں تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت کا معیار بنا دیا۔

کتاب وسنت میں متعدد مقامات پر صحابہ کرام سے محبت کی ترغیب اور ان سے نفرت کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔ چند دلائل حسب ذیل ہیں:

قرآنی آیات:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾﴾

(الفتح : ۱۸)

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا، اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔''

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ٘ سِيْمَاهُمْ فِيْ

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ (الفتح : ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں' ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے' ان کی یہی صفت تورات اور انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے' ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ ﴾ (التوبہ : ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں، اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

احادیث نبویہ:

فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

((اَلْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ، فَمَنْ

اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) ❶

''انصار سے مومن ہی محبت کرتا ہے ،اور منافق ہی ان سے بغض رکھتا ہے ۔ جو ان سے محبت کرے گا' اللہ اس کو اپنا محبوب بنا لے گا، اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے گا' وہ اللہ کا مبغوض (و دشمن) ہو گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِیْ ' فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ .)) ❷

''میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں کوئی ایک اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مد اور نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔''

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے بعد والے دو (خلفائے راشدین) کی بالالتزام اقتداء کرنا یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی۔'' ❸

ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی مذکور ہے:

((اَكْرِمُوْا اَصْحَابِیْ .)) ❹

''میرے صحابہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

ایک فرمان نبوی علیہ الصلاۃ والسلام یوں ہے:

((اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِكُوْا ، وَاِذَا ذُكِرَ النُّجُوْمُ فَامْسِكُوْا وَاِذَا

---

❶ صحيح بخاری، كتاب مناقب الأنصار، رقم: ٣٧٨٣.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب السنة، رقم: ٤٦٥٨_ سلسلة الصحيحة ، رقم: ١٧٥٨.

❸ مسند احمد بن حنبل : ٣٨٢/٥_ سلسلة الصحيحة ، رقم: ١٢٣٠.

❹ مسند أحمد: ٢٦/١_ النسائی فی السنن الكبری : ٣٨٧/٥_ ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٥٦٥.

ذُكِرَ الْقَدْرُ فَامْسِكُوْا .)) ❶

''جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو ٹھہر جاؤ، اور جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو ٹھہر جاؤ، اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تب بھی ٹھہر جاؤ۔''

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دی اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔'' ❷

شرح عقیدہ طحاویہ میں مرقوم ہے کہ:

''صحابہ سے محبت دین، ایمان اور احسان ہے۔ اور صحابہ سے نفرت کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔'' ❸

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ تمام صحابہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی ان کے اقوال وافعال کی تعریف موجود ہے۔ اور وہ ایسی ہستیاں تھیں کہ انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب پانے کے لیے اپنی جان، مال سب رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دیئے۔'' ❹

فضیلۃ الشیخ صالح آل شیخ فرماتے ہیں کہ ''صحابہ سے محبت فرض اور واجب ہے اور چند امور کی متقاضی ہے:

۱۔ اپنے دل میں صحابہ کی محبت پیدا کی جائے۔

۲۔ جہاں بھی ان کا ذکر کیا جائے ان کی ثنا بیان کی جائے۔

۳۔ ان کے تمام افعال کو خیر و بھلائی پر ہی محمول کیا جائے۔

۴۔ اور جہاں بھی ان کے دفاع کی ضرورت پیش آئے وہاں ان کا دفاع کیا جائے۔'' ❺

❶ السلسلة الصحيحة ، رقم: ٣٤. ❷ مجمع الزوائد : ٢١/١٠ ـ سلسلة الصحيحة ، رقم: ٢٣٤٠.
❸ شرح عقيدة طحاويه : ٢٩٩/٢، بتحقيق احمد شاكر.
❹ اختصار علوم الحديث، ص : ١٧٦، ١٧٧. ❺ شرح العقيدة الطحاوية : ٦٢٥/١.

باب نمبر۲۰

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں محبت

اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ کافروں پر انتہائی سخت اور آپس میں بے حد نرم ہیں۔ درحقیقت ان کی ساری عداوت اور غصہ کفار کے لیے تھا خواہ وہ ان کے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ غزوہ بدر میں سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر باپ کو قتل کیا' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر ماموں کو قتل کیا اور سیّدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر باپ کا مقابلہ کیا۔ اسی طرح ان کی ساری محبت صرف اپنے ایماندار ساتھیوں کے لیے تھی خواہ ان کا آپس میں کوئی نسبی تعلق نہ بھی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾

(الفتح : ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں، اور آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔''

بقولِ شاعر:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی باہمی محبت کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

(التوبہ: ۷۱)

''مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے مدد ومعاون اور دوست ہیں' وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں' نمازوں کو پابندی سے بجا لاتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں' اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں' یہی لوگ ہیں جن پر اللہ بہت جلد رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ غلبے والا، حکمت و درست کاری والا ہے۔''

وہی لوگ جو بات بات پر ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے، اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے، اور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کہلائے تو آپس میں اس قدر ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے کہ اپنے مومن بھائی کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے، اور یہ صرف اور صرف ان پر اللہ تعالیٰ کا ہی انعام تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

''اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾﴾ (الانفال: ٦٣)

''ان کے دلوں میں باہمی اُلفت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالے تو بھی ان کے دل آپس میں نہیں ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے۔ وہ غالب حکمتوں والا ہے۔''

جب نبی کریم ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور آپ کے ساتھیوں نے بھی اپنا سب کچھ آپ کی خاطر قربان کر دیا، اور آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے تو انصار صحابہ نے مہاجرین کے ساتھ ایسے بھائی چارے کا مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ جس کے پاس مال تھا اس نے اپنا آدھا مال اپنے مہاجر بھائی کو پیش کر دیا۔ جس کے پاس زمین تھی اس نے آدھی زمین دے دی۔ جس کے پاس ایک سے زائد بیویاں تھیں اس نے اپنے بھائی کو کہا کہ ایک بیوی کو میں طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے شادی کر لو وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ،

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٩﴾﴾

(الحشر: ٩)

''اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا لی ہے اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی حاجت (حسد) نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو بات یہ ہے

کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾﴾ (الانفال : ۷۲)

''جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی، اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور مدد کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اور جو ایمان تو لائے ہیں لیکن ہجرت نہیں کی تمہارے لیے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ ہاں! اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے، سوائے ان لوگوں کے کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے' تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کر دیا۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''انصار میں میں سب سے زیادہ مال دار ہوں، آپ میرا مال دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا لے لیں۔ اور میری دو بیویاں ہیں، آپ دیکھ لیں جو زیادہ پسند ہو مجھے بتا دیں میں اسے طلاق دے دوں گا، اور عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے شادی کر لیں۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ: آپ کو آپ کا مال مبارک ہو' آپ مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے انہوں نے ان کو بنوقینقاع کے بازار کا راستہ بتلا دیا۔ وہ بازار سے واپس آئے تو ان کے پاس کچھ زائد پنیر اور گھی تھا۔ اس کے

بعد وہ روزانہ بازار جاتے رہے۔ [1]

انصار صحابہ نے ہر معاملے میں اپنے مہاجر بھائیوں کو ترجیح دی حتی کہ بعض اوقات خود بھوکے رہ کر بھی انہیں کھانا کھلایا، جیسا کہ حدیث میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا لیکن آپ ﷺ کے گھر میں کچھ نہ تھا' چنانچہ ایک انصاری اسے اپنے گھر لے گیا' گھر جا کر بیوی کو بتلایا تو بیوی نے کہا کہ گھر میں تو صرف بچوں کی خوراک ہے۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ بچوں کو تو آج بھوکا سلا دیں، اور ہم خود بھی ایسے ہی کچھ کھائے بغیر سو جائیں گے۔ البتہ مہمان کو کھلاتے وقت چراغ بجھا دینا تاکہ اسے ہماری بابت علم نہ ہو کہ ہم اس کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہے۔ صبح جب وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں میاں بیوی کی شان میں یہ آیت نازل فرما دی ہے ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ [2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس باہمی محبت سے ہمیں بھی سبق سیکھنا چاہیے، اور باہمی عداوتیں ختم کر کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی فضا قائم کرنی چاہیے۔ اور اپنا غصہ صرف کفار کے لیے اور ساری محبتیں صرف مسلمانوں کے لیے پیش کر دینی چاہییں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا جذبہ اور ایمان نصیب فرمائے۔

[1] صحيح بخاری، کتاب البيوع، رقم: ٢٠٤٩.

[2] احسن البيان، ص: ١٥٥٧.

باب نمبر۲۱

دین اسلام سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ
بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫
بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ ﴾ (المائدہ: ۵۴)

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی، اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، اور وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر، اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔ یہ ہے اللہ کا فضل، جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، اور زبردست علم والا ہے۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دین اسلام سے محبت کرتے ہوں، اور اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکام پر پورے طور پر کاربند ہوں، اور جن کی محبت اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان اور ان کے پیروکاروں سے ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ان کی جگہ اپنے محبوب بندوں کو لانے پر قادر ہے، اور یہ اس پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ﴾

(محمد: ۳۸)

''اگر تم (دین اسلام سے) روگردان ہو جاؤ تو وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو پھر تم جیسے نہ ہوں گے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''دین سے روگردانی کا مطلب یہ ہے کہ حق سے باطل کی طرف پھر جانا۔'' [1]

علاوہ ازیں دیگر متعدد آیات میں اسلام کو ہی مسلمانوں کا دین قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر دین کو نا قابل قبول کہا گیا ہے، اور اس کو اپنانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، جیسا کہ چند آیات حسب ذیل ہیں:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾﴾ (آل عمران: ۱۹)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے، اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بناء پر ہی اختلاف کیا ہے، اور اللہ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے، اللہ اس کا جلد حساب لینے والا ہے۔''

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾ (آل عمران: ۸۵)

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔''

﴿فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾﴾ (الانعام: ۱۲۵)

[1] تفسیر ابن کثیر: ۱۳۵/۲.

''سو جس شخص کو اللہ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے، اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے، جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے۔''

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ ﴾ (البقرہ: ۲۰۸)

''ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

﴿ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ ﴾ (الزمر: ۵۴)

''تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے، اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔''

﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ ﴾ (ھود: ۱۱۲)

''پس آپ جمے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے، اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبردار! تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے۔''

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (المائدہ: ۳)

”تم پر حرام کیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت، اور جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا کیا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو، اور جو کسی ٹکر سے مرا ہو، اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں، اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو، اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعہ فال گیری کرو' یہ سب بدترین گناہ ہیں۔ آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے خبردار! تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا' آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے، بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو، تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، اور بہت بڑا مہربان ہے۔“

حقیقت یہ ہے کہ جس انسان کو اسلام کی دولت نصیب ہو گئی اس پر اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل و احسان ہے، اور یقیناً انسان پر اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اسلام ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝﴾ (الحجرات: ۱۶، ۱۷)

”کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو اپنی دینداری سے آگاہ کر رہے ہو؟ اللہ ہر اس چیز سے جو

آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو' بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو۔''

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا، اس کے مقابلے میں دیگر تمام ادیان کو کم تر تصور کرنا' اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا اور اس میں کسی بھی قسم کی کمی بیشی کا مرتکب نہ ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور جو بھی اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرے گا وہ قابل مذمت اور مردود ہے، اور اس اضافے کا نام بدعت و گمراہی ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ .)) [1]

''جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں وہ کام مردود ہے۔''

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہماری طرف توجہ فرمائی، اور ہمیں بڑا مؤثر وعظ فرمایا، جس سے لوگوں کے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! آج آپ نے اس طرح وعظ فرمایا ہے جیسے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری وعظ ہو۔ ایسے وقت میں آپ ہمیں کس چیز کی تاکید فرماتے ہیں؟ ہمیں کچھ وصیت بھی فرما دیجیے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے' اپنے امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو (اور یاد رکھو!) جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ امت میں بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے۔ ایسی حالت میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم پکڑنا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو تھامے رکھنا، اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا، نیز دین میں

---

[1] صحيح بخاری ، كتاب الصلح، رقم: ٢٦٩٧.

پیدا کی گئی نئی نئی باتوں (بدعتوں) سے بچنا کیونکہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' ❶

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین آدمی اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب ہیں:

۱۔ حرم شریف کی حرمت پامال کرنے والا۔

۲۔ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا۔

۳۔ کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تا کہ اس کا خون بہائے۔'' ❷

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ مسجد میں مل کر اونچی آواز سے ذکر کر رہے ہیں، آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو اس طرح ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا' لہٰذا میں تمہیں بدعتی سمجھتا ہوں'' آپ یہی الفاظ دہراتے رہے حتی کہ وہ لوگ مسجد سے باہر نکل گئے۔ ❸

معلوم ہوا کہ اسلام میں بدعت اور اہل بدعت دونوں کے لیے کوئی جگہ نہیں، اور بدعتیوں کا ہر عمل ہی مردود ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ (آل عمران: ۱۰۶) ''جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے۔''

کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سنت کو اپنانے والوں کے چہرے سفید، اور بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔'' ❹

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب السنة، رقم: ٤٦٠٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الدیات، رقم: ٦٨٨٢.

❸ سنن دارمی، رقم: ٢٠٤٠۔ مجمع الزوائد، رقم: ٨٥٤۔ معجم طبرانی کبیر، رقم: ٢٥٥٤، ٢٥٥٥.

❹ اجتماع الجیوش الاسلامیة لابن القیم: ٣٩/٢.

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے:

''بدعتیوں کے دل مردہ ہوتے ہیں، اور ان کے تمام احوال و معاملات اندھیرے میں ہوتے ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خوش بختی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے ان اندھیروں سے نکال کر سنت کے نور کی طرف لے جاتے ہیں۔'' ❶

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:

((اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا، فَقَدْ كُفِيتُمْ .)) ❷

''سنت کی پیروی کرو اور بدعتی مت بنو۔ یقیناً سنت تم کو کفایت کرنے والی ہے۔''

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کسی آدمی کی طرف لکھا تھا کہ میں تمہیں اتباع سنت اور بدعتیوں کی بدعات سے اجتناب کی وصیت کرتا ہوں۔ ❸

---

❶ أيضا : ۲/۳۸.

❷ طبرانی کبیر : ۱۵٤/۹ـ مجمع الزوائد، رقم: ۸۵۳.

❸ سنن ابو داؤد، كتاب السنة، رقم: ٤٦١٢ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

باب نمبر ۲۲

اولیاء اللہ سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (يونس : ٦٢ تا ٦٤)

''یاد رکھو! اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے، اللہ کی باتوں میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اولیاء ''ولی'' کی جمع ہے، جس کے معنی لغت میں قریب کے ہیں۔ اس اعتبار سے اولیاء اللہ کے معنی ہوں گے ''وہ سچے اور مخلص مومن جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور معاصی سے اجتناب کر کے اللہ کا قرب حاصل کرلیا۔'' اسی لیے اگلی آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تعریف ان الفاظ سے بیان فرمائی، جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ اور ایمان وتقویٰ ہی اللہ کے قرب کی بنیاد اور اہم ترین ذریعہ ہے، اس لحاظ سے ہر متقی مومن اللہ کا ولی ہے۔ لوگ ولایت کے لیے اظہار کرامت کو ضروری سمجھتے ہیں اور پھر وہ اپنے بنائے ہوئے ولیوں کے لیے جھوٹی سچی کرامتیں مشہور کرتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کرامت کا ولایت سے چولی دامن کا ساتھ ہے نہ اس کے لیے شرط۔ یہ ایک الگ چیز ہے کہ اگر کسی سے کرامت ظاہر ہو جائے تو اللہ کی مشیت ہے، اس میں اس بزرگ کی مشیت شامل نہیں ہے۔ لیکن کسی متقی

مومن اور متبع سنت سے کرامت کا ظہور ہو یا نہ، اس کی ولایت میں کوئی شک نہیں۔ [1]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''عرفِ عام میں اولیاء اللہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ایمان وتقویٰ کے بلند درجات پر فائز ہوں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ پچاس، سو روپیہ بھی مال ودولت ہے لیکن مالدار اسی شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس ہزاروں اور لاکھوں روپے اپنی ضروریات زندگی سے زائد موجود ہوں، اسی لحاظ سے بعض صحابہ سے ولی کی یہ صفت منقول ہے کہ ولی وہ مسلمان ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے، اور اللہ کی مخلوق سے انہیں بے لوث محبت ہو۔

قرنِ اول میں بھی کچھ ایسے مسلمان موجود تھے جن کی طبائع زہد وتقویٰ اور عبادت کی طرف زیادہ مائل ہوگئیں۔ پہلی صدی اور دوسری صدی ہجری میں انہیں زہاد اور صالحین کا نام دیا جاتا تھا، لیکن تیسری صدی میں جب مسلمانوں پر یونانی اور ہندی فلسفہ کے اثرات پڑنے لگے تو یہ طبقہ ترک دنیا اور رہبانیت کی طرف مائل ہوگیا، اور اولیاء اللہ کا مفہوم یکسر بدل گیا، اور یہ لفظ صرف ان لوگوں کے لیے مختص ہوگیا جو ریاضتیں اور چلہ کشیاں کریں، اور باقاعدہ کسی شیخ یا ولی کی بیعت کے رشتہ میں منسلک ہوں اور ان سے کرامات کا ظہور ہو۔ پھر اس طبقہ میں وحدت الوجود، وحدت الشہود اور حلول جیسے غیر اسلامی عقائد داخل ہو گئے، اور ولی کی ولایت کا معیار یہ قرار پایا کہ جس کسی سے کرامات کا ظہور جتنا زیادہ ہو وہ اسی درجہ کا ولی ہے، پھر ان لوگوں میں بعض نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ ہمیں براہِ راست اللہ سے خبریں ملتی ہیں، اور ہمیں رسول کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض نے شریعت کو ہڈیاں اور اپنے دین طریقت کو اصل مغز قرار دیا اور ولایت کے ایک باقاعدہ باطنی نظام کی داغ بیل رکھ

---

[1] أحسن البيان، ص: ٥٨٢.

دی۔ ان میں پیری مریدی لازمی قرار دی گئی، اور یہ لوگ اپنے اس مخصوص طبقہ کو ہی برتر اور اولیاء اللہ قرار دینے لگے، اور ان اولیاء اللہ کے علم غیب، تصرف اور ہیبت سے لوگوں کو ڈرایا جانے لگا، اور ایسے نظریات مسلمانوں میں خوب شائع و ذائع کیے گئے۔ شرعی نقطہ نظر سے ایسے نظریات بالکل بے بنیاد ہیں۔'' ❶

یہ تھی اللہ کے ولیوں کی پہچان اور جو سچا اللہ کا ولی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے، اور اللہ کی اس محبت کا اندازہ درج ذیل حدیث سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ نفلی عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اسے محبت کرنے لگتا ہوں، اور پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے، اور اس کا قدم بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔'' ❷

علامہ نبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اپنے پیارے نبی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام مخلوقات سے زیادہ محبت کرتے ہیں، اور ہم ان سب لوگوں سے محبت رکھتے ہیں جن کی تعریف کتاب وسنت اور ائمہ نے کی ہے مثلاً انبیاء، اولیاء اور نیک لوگ وغیرہ، اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کی وجہ ہی سے ان تمام لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جن کی اللہ، اس کے رسول اور ائمہ کرام نے مذمت کی ہے مثلاً کافر، فاسق، بدعتی اور گمراہ لوگ۔'' ❸

---

❶ تیسر القرآن : ٢/ ٣١٠.

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ٦٥٠٢.

❸ سبیل النجاة، صفحہ ١۔٢.

باب نمبر ۲۳

علمائے کرام سے محبت

علم و جہالت اور عالم و جاہل قطعی برابر نہیں ہو سکتے، جو لوگ اللہ کی توحید اور اس کے اوامر نواہی کا علم حاصل کرتے ہیں، اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ یقیناً ان نادانوں سے بہتر ہیں جو شرک وضلالت کی وادیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ اور اس ربانی تعلیم سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو عقل سلیم رکھتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾ (الزمر: ۹)

''بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کر کے گزارتا ہو آخرت سے ڈرتا ہو، اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہو بتلاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں۔''

اللہ رب العزت اہل ایمان کو غیر مومنوں پر اور علماء کو غیر اہل علم پر کئی گنا فوقیت عطا کرتا ہے، تو جو شخص ایمان اور علم دونوں سے بہرور ہوگا، اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی وجہ سے کئی درجات دے گا، اور پھر علم کی وجہ سے کئی درجات دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ﴾

(المجادلہ: ۱۱)

''اے مومنو! جب تمہیں کہا جائے کہ تم مجلسوں میں کھل کر بیٹھو' تو تم کھل کر بیٹھ جایا کرو' اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا اور جب کہا جائے کہ تم اٹھ کھڑے ہو' تو اٹھ جایا کرو' تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اللہ (ان کے درجے) بلند کر دے گا' اور جن لوگوں کو علم عطا کیا گیا (ان کے لیے بلند) درجے ہیں۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خشیت الٰہی علماء کرام کا ہی وظیفہ بتلائی ہے۔ سورہ فاطر میں ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ ﴾ (الفاطر: ٢٨)

''اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (سب سے زیادہ) خوف رکھتے ہیں۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ علمائے دین عام لوگوں سے درجات میں بہت بلند ہیں۔ ان کے مقام کا اندازہ اس حدیث سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس میں آپ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ .)) ❶

''جس طرح میں تم پر فضیلت رکھتا ہوں اس طرح عالم عابد پر فضیلت رکھتا ہے۔''

اور ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے ہیں جن کے ساتھ اس نے خیر و بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ فرمان نبوی ہے:

((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ .)) ❷

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔''

علماء کے اسی مقام و مرتبے اور بلند شان کی وجہ سے ان کی عزت و توقیر اور احترام کرنے کی

---

❶ سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: ٢٦٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ٣١١٦۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، رقم: ٤٩٥٦.

ترغیب دلائی گئی ہے۔ فرمان نبوی علیہ الصلاۃ والسلام ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَجِلَّ كَبِيْرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ لِعَالِمِنَا)) ❶

''جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے' چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔''

جناب طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّوَقَّرَ اَرْبَعَةٌ : الْعَالِمُ ، وَذُوا الشَّيْبَةِ ، وَالسُّلْطَانُ وَالْوَالِدُ)) ❷

''سنت یہ ہے کہ چار آدمیوں کی عزت وتوقیر کی جائے۔ (۱) عالم دین (۲) بوڑھا شخص (۳) حکمران (۴) والد۔''

شیخ احمد نقیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَا بُدَّ مِنْ تَوْقِيْرِ الْعُلَمَاءِ مَعَ الْأُمَرَاءِ)) ❸

''امراء وحکام کے ساتھ ساتھ علماء کی عزت وتوقیر بھی ضروری ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں:

''اگر علماء اور امراء کی تعظیم لوگوں کے دلوں سے ختم ہوگئی تو شریعت اور امن وامان بھی ختم ہو جائے گا۔ ذرا غور کیجئے! جنگ وجدال میں لوگوں کی قیادت کون کرتے ہیں؟ حدود کا نفاذ کون کرتے ہیں؟ اور اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے خدمات کون لوگ سرانجام دیتے ہیں؟ یقیناً یہ امراء کا ہی کام ہے اور دوسری طرف دیکھئے کہ امراء کو لوگوں کے ساتھ مرتبط کون کرتے ہیں؟ لوگوں کی دینی تربیت کون

---

❶ مشكل الآثار، للطحاوى : ۱۳۳/۲.
❷ مصنف عبدالرزاق : ۱۳۷/۱۱.
❸ شرح مقدمة القيروانى : ۱۵/۷.

کرتے ہیں؟ بلاشبہ وہ علماء ہی ہیں۔ لہٰذا اگر امت کے دلوں میں مسلم امراء اور ربانی علماء کا مقام و مرتبہ ختم ہو گیا تو دین کی طرح امت سے امن و امان بھی ضائع ہو جائے گا۔ (العیاذ باللہ) ❶

امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں باب قائم کیا ہے "باب فی توقیر العلما" ''علماء کے احترام کرنے کا بیان''، اور اس کے تحت سلف صالحین کے اہل علم کے اکرام کے کئی ایک نمونے پیش کئے ہیں، ان میں سے چند ایک نمونے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں:

❀ حبیب بن صالح رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''میں اہلِ علم میں سے سب سے زیادہ احتراماً خالد بن معدان سے ڈرا کرتا تھا۔'' ❷

❀ مغیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ہم ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ایسے ہی ڈرا کرتے تھے کہ جیسے امیر سے رعایا ڈرتی ہے۔'' ❸

❀ ابوسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اگر میں ابن عباس رضی اللہ عنہم کی صحبت اختیار کئے رکھتا تو بہت زیادہ علم حاصل کر سکتا تھا۔'' ❹

❀ اُم عبداللہ فرماتی ہیں کہ ''میں نے اپنے والد، خالد سے بڑھ کر کسی کو اہل علم سے محبت کرنے والا نہیں پایا۔'' ❺

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

((مَارَأَيْتُ أَحَدًا اَوْقَرَلِلْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ يَحىَ ابْنِ مَعِيْنٍ))

''یحییٰ بن معین سے بڑھ کر محدثین کا احترام کرنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔''

---

❶ أیضا: ١٥/٨.
❷ سنن دارمی، رقم: ٤٠٧.
❸ أیضاً، ٤٠٨.
❹ أیضاً: ٤١٢.
❺ أیضا: ٤١٣.

باب نمبر ۲۴

فرشتوں سے محبت

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فرشتوں سے محبت کی جائے، قرآن مجید میں بالصراحۃ موجود ہے کہ فرشتوں سے دشمنی رکھنا دراصل اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھنا، اور کفر ہے۔ اور جو شخص ان سے دشمنی رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾﴾ (البقرہ: ۹۸)

''جو کوئی اللہ، اُس کے فرشتوں، اُس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ کافروں کا دشمن ہے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی ہے: (جو میرے کسی دوست سے عداوت کرے گا اسے میں جنگ کی خبر دیتا ہوں) اور جس کا دشمن اللہ ہوگا اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائے گی۔ اسی لیے اللہ نے جبریل کے دشمنوں کے خلاف اس آیت میں اپنے غضب کا اظہار کیا ہے۔''

باب نمبر ۲۵

مساجد سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۝ ﴾ (النور: ۳۶)

''ان گھروں میں جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے حکم دیا ہے، وہاں صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔''

گھروں سے مراد مساجد ہیں جو اللہ تعالیٰ کو زمین کے حصوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ [1]

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا ، وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مقامات اس کی مساجد ہیں، اور سب سے زیادہ ناراضگی والے مقامات بازار ہیں۔''

مسجد سے محبت کرنے والا شخص روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سائے کا مستحق ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائے گا جب اس کے سائے کے علاوہ کسی اور چیز کا سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات آدمیوں میں سے ایک شخص وہ ہوگا جس کا دل ہر وقت مسجد کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے۔ [3]

---

[1] احسن البیان، ص: ۹۷۹.

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۵۲۸.

[3] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٦٠.

یعنی ایک نماز پڑھ کر آتا ہے تو دوسری نماز کے لیے مسجد میں جانے کی فکر میں رہتا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک قول یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ ''وہ مسجد کے ساتھ شدید محبت کی وجہ سے ہر وقت مسجد میں جانے کی ہی فکر میں رہتا ہے۔'' ❶

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کے ساتھ محبت کرنا کامیابی کی علامت ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ مساجد سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ مساجد کی تزئین و آرائش میں اسراف سے کام نہ لیا جائے۔ فرمانِ نبوی کے مطابق مساجد کو بہت زیادہ آراستہ و پیراستہ کرنا' انہیں عالی شان اور فلک بوس بنانا ممنوع ہے۔ اور ایک روایت میں تو اس عمل کو قربِ قیامت کی ایک علامت قرار دیا گیا ہے۔ ❷

جمہور علماء کا کہنا ہے کہ مساجد کو بہت زیادہ مزین کرنا مکروہ ہے، اور بعض علماء نے تو اسے حرام قرار دیا ہے۔ ❸

شیخ ابراہیم بن صالح الخضیری بیان فرماتے ہیں کہ ''صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مساجد کو بہت زیادہ آراستہ و پیراستہ کرنا حرام ہے۔'' ❹

مساجد سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد میں تھوک نہ پھینکا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)) ❺

''مساجد میں تھوکنا گناہ ہے، جس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے، یعنی اسے وہاں سے ہٹا دینا اور ختم کر دینا۔''

---

❶ فتح الباری : ۴۸۵/۲.

❷ سنن ابو داؤد ، رقم: ۴۴۹۔ ابن خزيمة : ۲۸۲/۲ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ المجموع للنووی : ۱۸۳/۲.

❹ احكام المساجد فی الشريعة الاسلامية : ۴۳/۱.

❺ صحيح مسلم ، كتاب المساجد، رقم: ۱۲۳۱

مساجد سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ کوئی بدبودار چیز کھا کر یا استعمال کر کے مسجد میں جانے سے اجتناب کیا جائے، لہسن کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلاَ يَقْرَبَنَّا ، وَلاَ يُصَلِّ مَعَنَا)) [1]

''جو اس پودے کو کھا لے، وہ ہمارے قریب نہ آئے، اور نہ ہی ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔''

مساجد سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ ان کی صفائی اور ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۲۵.

باب نمبر ۲۶

میاں بیوی کی باہمی محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ ﴾

(الروم: ۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے تمہاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کرنا ہے، تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی قائم کر دی۔ یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ ﴾ (الاعراف: ۱۸۹)

''وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس اپنے جوڑے سے اُنس حاصل کرے۔''

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے شادی کے رشتے کے ذریعے تمہارے درمیان محبت پیدا فرما دی ہے جس کی وجہ سے تم ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہو، اور اسی طرح اس رشتے کے ذریعے تمہارے درمیان رحم پیدا فرما دیا ہے جس کی وجہ سے تم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہو اور نرمی کے ساتھ پیش آتے ہو۔'' [1]

---

[1] جامع البیان: ۲۱/۳۱.

اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے شرعی شادی کے ذریعے تمہارے درمیان محبت والفت اور رحمت پیدا فرما دی ہے، خواہ شادی سے قبل زوجین کا باہمی کوئی تعارف اور ایسا ربط جو قربت و رحمت کا ذریعہ بن سکتا ہے' موجود نہ بھی ہو۔'' ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

''میں حالت حیض میں پانی پیتی اس کے بعد وہ برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہونٹوں کی جگہ پر اپنے ہونٹ رکھتے اور پانی پیتے، اور جب (میں دانتوں کے ساتھ) ہڈی سے گوشت اتارتی جبکہ میں حائضہ ہوتی اس کے بعد میں وہ ہڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت میرے دانتوں کی جگہ پر رکھتے۔'' ❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک دوسری روایت میں ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ ''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا، اور میں سبقت لے گئی۔ پھر جب میرا جسم بھاری ہو گیا، اور ہم نے مقابلہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبقت لے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ پہلے مقابلے کا بدلہ ہے۔'' ❸

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''نفع مند محبت کی ایک قسم بیوی اور لونڈی سے محبت ہے، کیونکہ شرع نے عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے اسی محبت کی اجازت دی ہے۔ اس لیے اپنے نفس کو کسی حرام محبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔'' ❹

میاں بیوی کے مابین محبت کے دوام کا طریقہ کار یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے

---

❶ روح المعانی : ۳۱/۲۱.

❷ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۰۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۲۵۹.

❸ مسند احمد : ۳۹/۶۔ ابن حبان، رقم: (٤٦٩١) نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ اغاثة اللهفان : ۱۳۹/۲.

حقوق ادا کریں اور اپنی اپنی شرعی ذمہ داریاں پوری کریں۔ شوہر کو حکم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النسآء: ۱۹)

''ان (عورتوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہے، اور میں تم میں اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہوں۔'' ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا .)) ❷

''عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کی وصیت قبول کرو۔''

اسی طرح بیوی کی رہائش کا بندوبست کرنا، اسے خوراک مہیا کرنا اور اسے مناسب خرچہ دینا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ عورت پر شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری لازم کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (البقرة: ۲۲۸)

''مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا ، وَصَامَتْ شَهْرَهَا ، وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ، وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ تْ)) ❸

---

❶ السلسلة الصحيحة : ۲۸۵.

❷ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، رقم: ۳۶۴۴.

❸ ابن حبان ، رقم : ۴۱۶۳، نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مسند احمد : ۱۹۱/۱.

''جب عورت پانچوں نمازیں ادا کرے' ماہ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے۔''

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے:

''شوہر عورت کو بلائے اور وہ سواری پر (سفر وغیرہ پر روانگی کے لیے) سوار ہو تب بھی انکار نہ کرے۔'' [1]

علاوہ ازیں عورت پر اپنے شوہر کی خدمت' اس کی غیر موجودگی میں اپنی عزت اور اس کے مال کی حفاظت' اس کی اجازت کے بغیر اس کا مال خرچ نہ کرنا حتی کہ اس کی اجازت کے بغیر اپنا مال بھی خرچ نہ کرنا' وہ جسے ناپسند کرے اسے اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس کی ناشکری سے اجتناب کرنا' اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے بھی نہ رکھنا، اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہ نکلنا لازم ہے۔ اسلام کے بتائے ہوئے انہی سنہری اصولوں کو اپنا کر میاں بیوی باہمی محبت برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اور یہی اصول اُخروی نجات کا بھی ذریعہ ہیں، اس لیے ان کی پابندی کرنی چاہیے۔

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، رقم: ۱۸۵۳۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۲۰۳.

باب نمبر ۲۷

والدین سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۸۳ ﴾ (البقرہ: ۸۳)

’’اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں‘ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا، اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا‘ لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔‘‘

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝۲۱۵ ﴾ (البقرہ: ۲۱۵)

’’آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجیے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں اور یتیموں‘ مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے، اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔‘‘

سورہ نساء میں ہے:

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿٣٦﴾ ﴾ (النسآء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو کسی کو، اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسایہ سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملک ہوں (کنیز۔ غلام) بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو۔''

سورۃ الاسراء میں ہے:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الاسراء: ٢٣، ٢٤)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

سورۃ العنکبوت میں ہے:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَ إِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ⑧ ﴾ (العنکبوت: ۸)

''ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے، ہاں! اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانئے' تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا کام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وقت پر نماز ادا کرنا'' پوچھا پھر کون سا عمل (پسندیدہ) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''والدین سے نیکی کرنا۔'' پوچھا پھر کون سا عمل (پسندیدہ) ہے؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' [1]

ایک روایت میں ہے:

''تین شخص کہیں باہر جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں جا کر پناہ لی۔ اتفاق سے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے لڑھکی (اور اس غار کے منہ کو بند کر دیا جس میں یہ تینوں پناہ لیے ہوئے تھے) اب ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا 'جو تم نے کبھی کیا ہو' نام لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر ان میں سے ایک نے یہ دعا کی' اے اللہ! میرے ماں باپ بہت ہی بوڑھے تھے۔ میں اپنے مویشی باہر لے جا کر چراتا تھا۔ پھر جب شام

[1] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ۵۲۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۸۵.

کو واپس آتا تو ان کا دودھ نکالتا اور برتن میں پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا۔ جب میرے والدین پی لیتے تو پھر بچوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا۔ اتفاق سے ایک رات واپسی میں دیر ہوگئی اور جب میں گھر پہنچا تو والدین سو چکے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے پسند نہیں کیا کہ انہیں جگاؤں۔ بچے میرے قدموں میں بھوکے پڑے رو رہے تھے۔ میں مسلسل دودھ کا پیالہ لیے والدین کے سامنے اسی طرح کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا' تو ہمارے لیے اس چٹان کو ہٹا کر اتنا راستہ تو بنا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' چنانچہ وہ پتھر (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) کچھ ہٹ گیا۔

دوسرے شخص نے دعا کی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی لڑکی سے اتنی زیادہ محبت تھی جتنی ایک مرد کو کسی عورت سے ہوسکتی ہے۔ اس لڑکی نے کہا تم مجھ سے اپنی خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتے جب تک مجھے سو اشرفیاں نہ دے دو۔ میں نے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کی، اور آخر اتنی اشرفیاں جمع کر لیں۔ پھر جب میں اس کی دونوں رانوں کے درمیان بیٹھا تو وہ بولی' اللہ سے ڈر، اور مہر کو ناجائز طریقے پر نہ توڑ۔ اس پر میں کھڑا ہوگیا، اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اب اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ عمل تیری ہی رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے (نکلنے کا) راستہ بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' چنانچہ وہ پتھر دو تہائی ہٹ گیا۔

تیسرے شخص نے دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے ایک فرق جوار پر کام کرایا تھا۔ جب میں نے اس کی مزدوری اسے دے دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس جوار کو لے کر بو دیا (جب کھیتی کٹی تو اس میں اتنی جوار پیدا ہوئی کہ) اس سے میں نے ایک بیل، اور ایک چرواہا خرید لیا۔ کچھ عرصہ

بعد پھر اس نے آ کر مزدوری مانگی کہ اللہ کے بندے مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے کہا کہ اس بیل اور اس کے چرواہے کے پاس جاؤ کہ یہ تمہاری ہی ملکیت ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ میں نے کہا، میں مذاق نہیں کرتا، واقعی یہ تمہارے ہی ہیں۔ تو اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو یہاں ہمارے لیے (اس چٹان کو ہٹا کر) راستہ بنا دے۔ چنانچہ وہ غار پورا کھل گیا اور وہ تینوں شخص باہر آ گئے۔'' ❶

ایک فرمان نبوی علیہ الصلاۃ والسلام یوں ہے:

((رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ ، وَسَخْطُ الرَّبِّ فِیْ سَخْطِ الْوَالِدِ .)) ❷

''رب کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے، اور رب کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں سب سے زیادہ کس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنی ماں کے ساتھ'' اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پھر اپنی ماں کے ساتھ۔'' اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پھر اپنی ماں کے ساتھ'' اس نے پوچھا کہ پھر کس کے ساتھ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اپنے باپ کے ساتھ۔'' ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۲۱۵ ـ صحیح مسلم، رقم: ۲۷۴۳ـ مسند احمد، رقم: ۵۹۷۴.

❷ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۸۹۹ـ مستدرك حاكم: ۱۵۱/۴ـ سلسلة الصحیحة، رقم: ۸۹۹.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۵۹۷۱ـ صحیح مسلم، رقم: ۲۵۴۸.

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد میں والدین کا حق انسان پر سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا' ان کی خدمت کرنا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر وہ کسی ایسے کام کا حکم دیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہو تو پھر ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں، جیسا کہ ابھی گزرا ہے کہ اگر والدین شرک کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت نہ کی جائے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے:

((لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت درست نہیں۔ اطاعت تو صرف معروف (یعنی کتاب وسنت کے مطابق کام) میں ہے۔''

سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کی بہت خدمت کیا کرتا تھا، اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگیں، بچے یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا؟ سنو! میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ، ورنہ میں کھاؤں گی، نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا چھوڑ دیا، اور ہر طرف سے مجھ پر آوازہ کشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی تنگ دل ہوا۔ اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا۔ خوشامدیں کیں' سمجھایا کہ اللہ کے لیے اپنی ضد سے باز آ جاؤ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا، اور اس کی حالت بہت خراب ہوگئی تو میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا' اچھی والدہ سنو! تم مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہو لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں۔ واللہ! ایک نہیں تمہاری ایک سو جانیں بھی ہوں، اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔ اب میری ماں مایوس ہوگئی اور

❶ صحيح مسلم، كتاب الإمارة، رقم: ١٨٤٠ـ صحيح بخاری، كتاب أخبار الأحاد، رقم: ٧٢٥٧.

کھانا پینا شروع کر دیا۔ ❶

معلوم ہوا کہ والدین بھی اگر شرک یا دین کے خلاف کسی بات کے لیے مجبور کریں تو ان کی بات اللہ کے حکم کے مقابلے میں تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ البتہ دنیوی معاملات میں ان سے اچھا سلوک کیا جائے خواہ والدین کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً محتاج ہوں تو ان کی مالی اعانت کی جائے اور دین کے علاوہ دوسری باتوں میں ان کی اطاعت کی جائے۔ ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھا جائے۔ ان سے محبت اور شفقت سے سلوک کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ اللہ کے مخلص بندوں کی راہ ہے لہٰذا انہی کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ ❷

❶ تفسیر ابن کثیر : ۲۱۷/٤.

❷ تیسر القرآن : ۵۳۳/۳.

باب نمبر ۲۸

اولاد سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾ ﴾ (الاسراء: ۳۱)

''اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو نہ مار ڈالو! ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد سے محبت کرنی چاہیے، اور فقیری کے ڈر سے انہیں قتل نہیں کر دینا چاہیے۔ مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر عدمِ توکل یا براہِ راست حملہ کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ تمہیں بھی تو ہم رزق دے ہی رہے ہیں، اور جیسے تمہیں دے رہے ہیں، ویسے تمہاری اولاد کو بھی ضرور دیں گے، اور اگر تمہیں مفلسی کا اتنا ہی ڈر ہے تو پہلے تمہیں خود مر جانا چاہیے، اولاد کو کیوں مارتے ہو؟ تاکہ تمہاری یہ فکر ہی ختم ہو جائے۔ اور آخر میں یہ فرما دیا کہ تمہارا یہ کام بہت بڑا گناہ کا کام ہے۔ عرب میں تو قتل اولاد کا سلسلہ انفرادی طور پر ہوتا تھا مگر آج کل ایسے کام اجتماعی طور پر اور حکومتوں کی طرف سے ہو رہے ہیں، اور حکومت کے ان محکموں کے لیے بڑے اچھے اچھے نام تجویز کیے جاتے ہیں، جیسے محکمہ ''خاندانی منصوبہ بندی'' یا ''محکمہ بہبود آبادی'' اور اس کام کا جذبہ محرک وہی مفلسی کا ڈر ہے۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے

[1] تیسیر القرآن: ۲/ ۵۸۰.

نواسے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تو کہا، میرے دس بیٹے ہیں مگر میں کسی کا بھی بوسہ نہیں لیتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ .)) ❶

''جو رحم نہیں کرتا' اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

ایک مرتبہ ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں' ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَوْ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ .)) ❷

''اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت ہی نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو گود میں لے کر اسے بوسہ دیا، اور اس کی خوشبو سونگھی۔ ❸

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ اُٹھ کر اس کے پاس جاتے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا بوسہ لیتے پھر اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ ❹

سیّدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کہیں کھانے کی دعوت پر جا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک گلی میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کھیل رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں بازو پھیلا لیے۔ حسین رضی اللہ عنہ ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر انہیں پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ ان

---

❶ صحيح بخاری ، كتاب الأدب، رقم: ٥٩٩٧ـ صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، رقم: ٢٣١٨.
❷ صحيح بخاری ، كتاب الأدب، رقم: ٥٩٩٨ـ صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، رقم: ٢٣١٧.
❸ صحيح بخاری ، كتاب الجنائز، رقم: ١٣٠٣ـ صحيح مسلم ، كتاب الفضائل، رقم: ٢٣١٥.
❹ سنن ابو داؤد ، كتاب الأدب، رقم: ٥٢١٧ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کے سر پر اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا۔ ان کا بوسہ لیا اور فرمایا ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جو حسین سے محبت کرتا ہے اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' ❶

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد سے محبت کرنی چاہیے، اور ان کے ساتھ نہایت شفقت ورحمت سے پیش آنا چاہیے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اولاد سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے' ان کی دینی تربیت کی جائے۔ نماز کی مشق کرائی جائے، اور وہ تمام امور جو ان کے جہنم میں داخلے کا سبب بن سکتے ہیں انہیں ان سے بچایا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم : ٦)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتشِ جہنم سے بچاؤ۔''

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝٥٥ ﴾

(مریم : ٥٥)

''وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا، اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .)) ❷

''تم میں سے ہر شخص نگران ہے، اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

---

❶ سنن ابن ماجه ، المقدمة، رقم: ١٤٤ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٦٦ .

❷ صحيح بخاری ، كتاب الجمعة، رقم: ٨٩٣ ـ صحيح مسلم ، كتاب الامارة، رقم: ١٨٢٩ .

معلوم ہوا کہ اولاد کے ساتھ حقیقی محبت یہ ہے کہ انہیں ایسی تعلیم وتربیت دی جائے جو ان کے جنت میں داخلے اور جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ بن جائے۔ جبکہ اس کے برعکس اولاد کی محبت میں اندھا ہو کر ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرنے کی کوشش کرنا قطعاً ان سے محبت نہیں، بلکہ ان کے لیے خود گڑھا کھودنے کے مترادف ہے، اور ایسا کرنے والا بلاشبہ فتنے میں مبتلا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرامین ہیں:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۵ ﴾

(التغابن : ۱۵)

”تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔ اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ ﴾ (المنٰفقون : ۹)

”اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں، اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی خسارے میں ہیں۔“

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نقل فرماتے ہیں:

”مطلب یہ ہے کہ مال اور اولاد کی محبت تم پر اتنی غالب نہ آ جائے کہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے احکام وفرائض سے غافل ہو جاؤ، اور اللہ کی قائم کردہ حلال وحرام کی حدوں کی پرواہ نہ کرو۔ منافقین کے ذکر کے فوراً بعد اس تنبیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ منافقین کا کردار ہے جو انسان کو خسارے میں ڈالنے والا ہے۔ اہل ایمان کا کردار اس کے برعکس ہوتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کو یاد رکھتے ہیں یعنی اس کے احکام وفرائض کی پابندی اور حلال وحرام کے درمیان تمیز کرتے ہیں۔“ [1]

[1] تفسیر احسن البیان، ص : ۱۵۸۳.

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''یہاں آزمائش کے لیے فتنہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ فتنہ میں عام طور پر ایسی چیزوں سے آزمائش ہوتی ہے جن سے انسان محبت کرتا ہے، اور ان سے اس کا دلی لگاؤ ہوتا ہے اور یہ آزمائش اس طرح آہستہ آہستہ ہوتی ہے کہ دوسرے تو کیا بسا اوقات خود مفتون کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کسی آزمائش میں پڑ چکا ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ لیکن مال اور اولاد ایسی چیزیں ہیں جو ساری کی ساری اور سب انسانوں کے لیے آزمائش کا سبب بن جاتی ہیں، اور ان چیزوں سے اللہ آزمائش اس طرح کرتا ہے کہ کون ان فانی اور زائل ہونے والی چیزوں میں پھنس کر آخرت کی دائمی نعمتوں کو فراموش کر دیتا ہے، اور کون انہی چیزوں کو اپنے لیے آخرت میں ذخیرہ کا ذریعہ بناتا ہے اور وہاں کے اجر عظیم کو دنیا کی دل فریبیوں پر ترجیح دیتا ہے۔'' [1]

[1] تیسیر القرآن : ٤/٤٦٦.

باب نمبر ۲۹

اپنی ذات سے محبت

ہر انسان اپنی ذات سے محبت کرتا ہے۔ بڑے سے بڑے معاملے سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے معاملے تک وہ اپنے مقابلے میں کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دیتا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ انسان کی اپنے آپ سے محبت کس حد تک درست ہے؟ تو اس سلسلے میں جب ہم کتاب وسنت کے دلائل پیش نظر رکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی ذات سے محبت کا حکم بھی دیا گیا ہے، اور اسے اپنے نفس پر بے جا ظلم و جبر اور زیادتی سے روکا بھی گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ﴾ (النسآء : ۲۹)

''اور اپنے نفسوں کو قتل مت کرو۔''

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

''اس میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا اور ایسے خطرات مول لینا شامل ہے جن کا نتیجہ ہلاکت اور اتلاف کے سوا کچھ نہیں۔'' [1]

ایک دوسری آیت میں ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۖۛ﴾ (البقرة : ۱۹۵)

''اور اپنے ہاتھوں (اپنے نفسوں) کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا دو امور کی طرف راجع ہے:

---

[1] تفسیر السعدی : ۵۰٦/۱.

۱۔ اس امر کو ترک کر دینا جس کا حکم بندے کو دیا گیا جبکہ اس امر کو ترک کرنا بدن یا روح کی ہلاکت کا یا ہلاکت کے قریب کرنے کا موجب ہو۔

۲۔ ایسے فعل کا ارتکاب کرنا جو بدن یا روح کی ہلاکت کا سبب ہو۔ اس کے تحت بہت سے اُمور آتے ہیں۔

☆......اللہ تعالیٰ کے راستے میں بدنی یا مالی جہاد ترک کر دینا' جو دشمن کے تسلط کا باعث بنتا ہے۔

☆......انسان کا خود اپنے آپ کو موت کے منہ میں لے جانا' مثلاً کسی لڑائی میں گھس جانا' کسی خوفناک سفر پر روانہ ہو جانا' جانتے بوجھتے درندوں یا سانپوں کے مسکن میں داخل ہونا' کسی خطرناک درخت یا گرنے والی عمارت وغیرہ پر چڑھنا یا کسی خطرناک چیز کے نیچے چلے جانا۔ یہ تمام امور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے تحت آتے ہیں۔

☆......توبہ سے مایوس ہو کر گناہوں پر قائم رہنا۔

☆......ان فرائض کو ترک کرنا جن کو اللہ تعالیٰ نے بجا لانے کا حکم دیا ہے اور جن کے ترک کرنے میں روح اور دین کی ہلاکت ہے۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تم (روزانہ) دن کو روزہ رکھتے ہو، اور (روزانہ) رات کو قیام کرتے ہو۔'' میں نے عرض کیا' جی ہاں اے اللہ کے رسول! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَــلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَافْطِرْ ، وَقُمْ وَنَمْ ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) [2]

''ایسا مت کیا کرو' روزہ رکھو اور چھوڑو بھی' قیام کرو اور سویا بھی کرو۔ بلاشبہ تمہارے

---

[1] تفسير السعدى : ۲۳۹/۱.

[2] صحيح بخارى ، كتاب الصوم، رقم : ۱۹۷۵.

جسم کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔"

مذکورہ دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو ہلاکت میں مت ڈالے، کسی بھی طریقے سے اسے اذیت نہ دے، اور نہ ہی اس پر کسی قسم کے ظلم کا مرتکب ہو۔ بالفاظ دیگر اسے اپنے نفس کا خیال رکھنا چاہیے، اور اس سے محبت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ نفس سے محبت اس قدر غالب نہ ہو کہ انسان اسلامی احکام پر عمل ہی چھوڑ بیٹھے۔ حلال وحرام کی تمیز بھول جائے، اور صرف نفسانی خواہشات کے پیچھے ہی چلتا جائے۔ نفس کے ساتھ ایسی محبت شرعاً مذموم، موجب ہلاکت اور کفار کا طرزِ عمل ہے۔ ایسی محبت سے کتاب وسنت میں جا بجا منع کیا گیا ہے، اور اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ چند دلائل پیش خدمت ہیں:

﴿وَ لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۵﴾

(البقرہ: ١٤٥)

"آپ اگرچہ اہل کتاب کو تمام دلیلیں دے دیں لیکن وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے، اور نہ آپ اُن کے قبلے کو ماننے والے ہیں، اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والے ہیں، اور اگر آپ باوجود یہ کہ آپ کے پاس علم آچکا پھر بھی ان کی خواہشوں کے پیچھے لگ جائیں تو بالیقین آپ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔"

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝۲۶﴾ (صٓ: ٢٦)

"اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنا دیا، تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ

فیصلے کرو، اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے، اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔''

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ ﴾

(الاعراف : ۱۷۶)

''اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا، اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا' اُس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجیے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔''

﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ﴾ (الفرقان : ۴۳، ۴۴)

''کون تھا؟ کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے' کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ کیا آپ اسی خیال میں ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں۔ وہ تو نرے چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔''

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

قُلُوۡبِہِمۡ وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ ﴿۱۶﴾ (محمد : ١٦)

''اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں' یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے جاتے ہیں تو اہلِ علم سے (بوجہ کند ذہنی کے) پوچھتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔''

﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ۚ فَمَنۡ یَّہۡدِیۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰہُ ؕ وَ مَا لَہُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۲۹﴾﴾ (الروم : ٢٩)

''اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بغیر علم کے خواہش پرستی کر رہے ہیں، اسے کون راہ دکھائے جسے اللہ تعالیٰ راہ سے ہٹا دے، اور ان کا ایک بھی مددگار نہیں۔''

﴿فَاِنۡ لَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یَتَّبِعُوۡنَ اَہۡوَآءَہُمۡ ؕ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ بِغَیۡرِ ہُدًی مِّنَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۰﴾﴾ (القصص : ٥٠)

''پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تُو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں، اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

علاوہ ازیں ایسے لوگ جو دین اسلام کے مقابلے میں اپنی نفسانی خواہش کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ ہمیشہ اسلامی احکام پر عمل پیرا رہتے ہیں، وہی لوگ روزِ قیامت کامیاب ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی ﴿ۙ۴۰﴾ فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی ﴿ؕ۴۱﴾﴾ (النّٰزعٰت : ٤٠، ٤١)

''ہاں! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہو گا، اور اپنے نفس

کوخواہش سے روکا ہوگا۔تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔''

مراد یہ ہے کہ روزِ قیامت ساری مخلوق دو گروہوں میں بٹ جائے گی۔ ایک وہ جو آخرت کے منکر تھے انہیں اللہ کے سامنے پیش ہونے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کا نہ کوئی تصور تھا اور نہ خطرہ۔ لہٰذا وہ دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ کر اس پر فریفتہ رہے اور آخرت سے بالکل بے فکر بنے رہے' ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ وہ جب جہنم پر پہنچیں گے تو فوراً اس میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ دوسرے وہ جنہیں آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کا ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اُخروی مفاد کی خاطر ہر وقت اپنے نفس کی خواہشات کو دبائے رکھا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے نہایت محتاط اور ذمہ دارانہ زندگی گزاری ہو گی۔ ایسے ہی لوگ جنت کے حق دار قرار پائیں گے، اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ [1]

لہٰذا ہمیں مندرجہ ذیل دعا پڑھتے رہنا چاہیے:

((یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَیْنٍ اَبَدًا ......))

---

[1] تیسیر القرآن : ٤/٥٩٣.

باب نمبر۳۰

دنیاوی مال ومتاع سے محبت

دنیاوی مال ومتاع سے محبت انسان کی فطرت میں شامل ہے، اور کتاب وسنت میں اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

﴿ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ ﴾ (العدیت: ۶ ۔ ۹)

''یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، اور یقیناً وہ خود بھی اس سے باخبر ہے۔ یہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں کے مُردے اُٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔''

﴿ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ﴿۲۰﴾ ﴾ (الفجر: ۲۰)

''اور تم لوگ مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔''

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۖ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ﴿۱۷﴾ ﴾

(الاعلیٰ: ۱۶,۱۷)

''لیکن تم تو دنیا کا جینا سامنے رکھتے ہو۔ اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے۔''

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ ﴾

(آل عمران: ۱۴)

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان دار گھوڑے اور چوپائے

اور کھیتی' یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔''

﴿ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾ ﴾

(القيٰمة : ٢٠، ٢١)

''نہیں نہیں تم تو دنیا کی محبت رکھتے ہو۔ اور آخرت کو چھوڑے بیٹھے ہو۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ: فِيْ حُبِّ الدُّنْيَا، وَطُوْلِ الْأَمَلِ .)) ❶

''دو چیزوں میں بوڑھے آدمی کا دل بھی ہمیشہ جوان ہی رہتا ہے۔ (۱) دنیا کی محبت (۲) اور لمبی اُمید میں۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ، وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَتَانِ: حُبُّ الْمَالِ، وَطُوْلُ الْعُمْرِ)) ❷

''ابن آدم کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی جاتی ہیں (۱) مال کی محبت (۲) اور لمبی عمر (کی حرص)۔''

معلوم ہوا کہ مال و دولت سے محبت ایک فطری امر ہے جس میں تمام انسان برابر ہیں البتہ اہل ایمان کو یہ حکم ہے کہ وہ تمام دنیاوی اموال پر دین کو ترجیح دیں۔

شیخ عبدالرؤف محمد عثمان فرماتے ہیں:

''یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اہل و عیال' اقارب اور ازواج سے محبت کی مذمت نہیں کی، اور نہ ہی کمائے ہوئے مال اور رہائش گاہوں سے محبت کی مذمت کی

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة، رقم : ٦٤٢٠.

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة، رقم : ٦٤٢١.

ہے اور نہ ہی اس سے روکا ہے۔ البتہ اس امر کو ایمان کا تقاضا بنایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ان تمام اشیاء کی محبت پر ترجیح دی جائے۔'' [1]

جو لوگ اس کے برعکس دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں یقیناً وہ گمراہ ہیں، اور روزِ قیامت اپنے اس عمل پر نادم و پشیمان ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③ ﴾ (ابراهيم : ٣)

''جو آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی کو پسند رکھتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھ پن پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ⑦ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑧ ﴾ (یونس : ٧، ٨)

''جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے، اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں، اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں، اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔''

سورۃ النحل میں ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ١٠٧ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ١٠٨ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

[1] محبة الرسول بين الاتباع : ١/ ٥١.

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ
جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

(النحل: ۱۰۷ تا ۱۱۰)

''یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے، اور یہی لوگ غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا۔ بے شک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد انہیں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے۔''

معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی تمام تر کوششیں دنیوی مفادات اور ان کے حصول میں لگی ہوئی ہیں، آخرت کی انہیں کچھ فکر نہیں۔ وہ دنیا کے لیے آخرت کی کامیابیوں اور خوشحالیوں کو تو قربان کرنے پر تیار نہیں، لیکن آخرت کی فلاح ونجات حاصل کرنے کی خاطر اس دنیا کا کوئی نقصان برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ پھر ان کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ دوسروں کو بھی انہی دنیاوی مفادات کی ترغیب دے کر اللہ کی راہ کی طرف نہ آنے دیں یا راہِ حق کی طرف چلنے والوں کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر کے، اور انہیں اپنے ظلم اور زیادتیوں کا نشانہ بناتے ہیں، یا اس قرآن میں سے گمراہی کی راہیں نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تباہ کن عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ [1]

دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کو یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔ سیّدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا

---

[1] تیسیر القرآن: ۲/ ٤٤٥.

مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ .)) ❶

''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا (یعنی اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، کیونکہ کافر اس دنیا سے بہت کچھ کھا پی رہے ہیں)۔''

سیّدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوسیدہ بکری کے بچے کے پاس سے گزرے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔'' ❷

جب دنیا کی حیثیت اتنی کم تر ہے تو پھر اس کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح کیوں نہ دی جائے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے' جس کی نعمتیں ابدی ہیں، اور جس کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے۔

بہرحال لوگوں کو چاہیے کہ مال سے محبت تو ضرور کریں البتہ مالی محبت کو دین پر ترجیح نہ دیں، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نواز رکھا ہے وہ اسے اپنے کسی ذاتی کمال کا نتیجہ نہ سمجھیں اور نہ ہی فخر و کبر کے ساتھ اتراتے پھریں، بلکہ اللہ کے عاجز بندے بنے رہیں، اور اسے اللہ کا ہی فضل و احسان سمجھتے ہوئے اللہ کے شکر میں کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب نہ ہوں، اور یہ یاد رکھیں کہ جو یہ مال دے سکتا ہے وہ واپس بھی لے سکتا ہے۔

بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ان میں ایک کوڑھی تھا' دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بار ان کا امتحان لینا چاہا۔ اس کے لیے اس نے ایک فرشتہ کو انسانی شکل میں بھیجا۔ وہ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تمہیں کیا چیز سب سے

❶ سنن ترمذی ، کتاب الزهد ، رقم: ۲۳۲۰۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۹۴۰.

❷ سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد، رقم: ۴۱۱۰۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٦٨٦.

زیادہ پسند ہے؟''

کوڑھی نے کہا: ''میری تمنا ہے کہ میرا کوڑھ پن دور ہو جائے۔لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں اوراس کے بجائے عمدہ رنگت اور خوب صورت کھال مل جائے۔'' فرشتہ نے اس کے پورے جسم پر ایک مرتبہ ہاتھ پھیرا اور اسے اس کی طلب کردہ چیزیں مل گئیں۔یعنی خوبصورت رنگت' خوبصورت جلد' اور کوڑھ پن بھی دور ہو گیا۔ پھر اس فرشتہ نے پوچھا: ''تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اس نے کہا: ''اونٹنی۔'' چنانچہ اس فرشتہ نے اسے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی۔اور کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اس مال میں برکت دے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی سوال کیا جو وہ کوڑھی سے کر چکا تھا۔ گنجے نے یوں جواب دیا: ''میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میرا گنجا پن دور ہو جائے اور مجھے خوبصورت بال نصیب ہو جائیں تاکہ لوگ مجھ سے نفرت کرنے کے بجائے مجھ سے محبت کریں۔'' چنانچہ فرشتہ نے اس کے سر کے اوپر ہاتھ پھیرا' اور اس کا گنجا پن اسی وقت دور ہو گیا' اور اس کے بال خوبصورت ہو گئے' اس کے بعد فرشتے نے پوچھا: ''تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''گائے۔'' چنانچہ فرشتے نے اسے ایک گابھن گائے دے دی۔اور خیر و برکت کی دعا دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

آخر میں وہ اندھے کے پاس پہنچا اور اس سے وہی سوال کیا جو اس نے کوڑھی اور گنجے سے کیا تھا۔اندھے کو کیا چاہیے' دو آنکھیں۔اس نے کہا: ''میری دلی تمنا ہے کہ مجھے بینائی عطا کر دی جائے تاکہ میں دنیا کی رعنائیاں دیکھ سکوں'' فرشتے نے ایک مرتبہ اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور اس کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر اس فرشتے نے سوال کیا: ''تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''بکری۔'' چنانچہ فرشتہ نے اسے ایک عمدہ بکری دے دی۔ اور اسے دعائیں دینے کے بعد واپس چلا گیا۔ تینوں ساتھی خوش وخرم زندگی گزارنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں خوب برکت دی یہاں تک کہ تینوں کے پاس اپنے اپنے جانوروں کے ریوڑ ہو گئے۔ تینوں کے یہاں مال و دولت کی فراوانی ہوگئی۔

چند سال بعد حکم الٰہی سے وہی فرشتہ اپنی پہلی شکل وصورت میں آیا۔ وہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ''میں ایک مسافر ہوں۔ میرا زادِ راہ ختم ہو گیا ہے اس لیے اللہ کے واسطے مجھے ایک اونٹ دے دو، جس نے تمہیں یہ حسین رنگ، یہ خوبصورت جلد اور بے پناہ دولت دی ہے تا کہ میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکوں۔'' مگر اس نے مسافر کو دھتکار دیا اور کہا کہ یہ سب کچھ تو مجھے ورثہ میں ملا ہے۔ میرے دست و بازو کی کمائی ہے۔ مسافر فرشتے نے کہا:

''کیا تم کوڑھی اور بد رنگ نہ تھے کہ لوگ تم سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تم فقیر نہ تھے اور اللہ نے تم کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے؟ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں پہلی سی حالت میں لوٹا دے۔''

چنانچہ اللہ نے اس کو پھر ویسا ہی کر دیا جیسا وہ پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا اور اس سے بھی وہی کہا جو اس نے کوڑھی سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی اس کو وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا اور نتیجہ میں اللہ نے اس سے بھی نعمتیں چھین لیں، اور وہ بھی سابق حالت میں آ گیا۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس پہنچا، اور اس سے بھی وہی سوال کیا۔ جواباً اندھے نے کہا:

''شکر ہے اس رب کا جس نے مجھے میری بینائی لوٹا دی، اور مجھے دولت عطا فرمائی۔ تم جتنا چاہو لے لو، سب کچھ اپنا ہی سمجھو، اگر میں اپنے بھائی ہی کے کام نہ آؤں گا تو کس کے کام آؤں گا۔ اللہ مجھے اور دے گا ان شاء اللہ۔''

اس پر اس مسافر نے کہا:

"مجھے کچھ نہیں چاہیے میں تو صرف تم تینوں کا امتحان لینے آیا تھا؟ تم اس میں کامیاب رہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں کو اللہ نے پھر اسی حالت میں پہنچا دیا۔ جس میں وہ پہلے تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے بجائے اللہ کا شکر ادا کرنے کے احسان فراموشی کی' اور اسے بھول گئے' جس نے انہیں اتنی نعمتیں عطا کیں۔ اللہ تم سے خوش رہے اور تمہارے مال میں برکت عطا کرے۔ اور پھر وہ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا اور وہ شخص اپنے رب کے حضور سجدے میں گر گیا، اور اس کا شکر ادا کیا۔" ❶

معلوم ہوا کہ جسے اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے ، وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور اللہ کے شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اس مال میں سے کچھ نہ کچھ حسب توفیق ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے، اور بخل و کنجوسی کا مرتکب نہ ہو اور مال کو جمع کر کے صرف ذخیرہ ہی نہ کرتا جائے کیونکہ انسان دنیا میں کتنا ہی مال کیوں نہ جمع کرے آخرت میں اس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ جیسا کہ سورۃ الحاقہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ذکر فرمایا کہ جسے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا اور فرشتے اسے زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔ وہ پکار رہا ہوگا:

﴿مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۞ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۞﴾ (الحاقة: ۲۸، ۲۹)

"میرے مال نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا، اور میری سلطنت وحکومت بھی میرے کام نہ آئی۔"

---

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص و اعمی و اقرع بنی اسرائیل، رقم: ۳٤٦٤۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن المومن وجنة الكافر: ۲۹٦٤.

باب نمبر ۳۱

دین اسلام کا مذاق اڑانے والوں سے محبت یا......؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام کا مذاق اُڑانے سے منع فرمایا ہے، اور جو لوگ دین کا مذاق اڑانے والے ہیں ان سے دوستی لگانے اور محبت کرنے سے بھی منع فرمایا، اور دوٹوک الفاظ میں یہ وضاحت فرمادی ہے کہ مسلمانوں کے دوست اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان ہیں، دین کا مذاق اُڑانے والے یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین مسلمانوں کے دوست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ ﴾ (البقرۃ: ۲۳۱)

''اور تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل مت بناؤ۔''

کیونکہ اللہ کی آیات کا مذاق اُڑانا کافرانہ روش ہے، اسی لیے ان سے دوستی کو حرام قرار دے دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ ﴾ (المائدۃ: ۵۱)

''اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔''

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ

بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾
وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ (المائدة: ٥٤ تا ٥٨)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی، اور وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔ مسلمانو! تمہارا دوست خود اللہ ہے، اور اس کا رسول ہے، اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اور اس کے رسول سے، اور مسلمانوں سے دوستی کرے وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔ مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں خواہ وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں، اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی کھیل ٹھہرا لیتے ہیں۔ یہ اس واسطے کہ بے عقل ہیں۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رفاعۃ بن زید بن تابوت اور سوید بن حارث نے اسلام ظاہر کیا مگر وہ منافق تھے۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ان دونوں سے محبت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما دیں کہ جو لوگ اسلام ظاہر کر کے اور کفر کو چھپا کے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں، ان سے دوستی مت کرو۔ ❶

دین اسلام کا مذاق اڑانے کی ایک مثال اذان کا مذاق ہے۔ اذان مسلمانوں کے شعائر میں سے ایک شعار ہے جس میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ اعلان ہی دراصل کافروں' خواہ وہ مشرکین ہوں یا یہود و نصاریٰ ہوں، سب کے لیے دکھتی رگ تھا۔ کیونکہ مشرکین تو اللہ کے صرف اکیلے الٰہ ہونے کے ہی قائل نہ تھے، دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول ماننے کو تیار نہ تھے۔ اور یہی کلمات دراصل ان کے اور مسلمانوں کے درمیان باعث نزاع اور موجب جنگ بنے ہوئے تھے۔ پھر دن میں جب پانچ بار بہ بانگ دہل انہی کلمات کا اعلان کیا جاتا تو سیخ پا ہو جاتے، اور اللہ کا' اس کے رسول کا اور مسلمانوں سب کا مذاق اڑاتے اور پھبتیاں کسنے لگتے۔ ❷

معلوم ہوا کہ دین کو کھیل مذاق بنانے والے اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ اہل ایمان کی دوستی نہیں ہونی چاہیے۔ ❸

---

❶ تفسیر بغوی : ۷۳/۳۔ تفسیر الطبری : ۲۹۰/٦۔ الدر المنثور : ۱۰۷/۳.

❷ تیسیر القرآن : ۵۵۱/۱.

❸ احسن البیان ، ص : ۳۱۱.

باب نمبر۳۲

عشق کی حقیقت

لفظ عشق کا استعمال:

کتاب وسنت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے جو لفظ بکثرت استعمال ہوا ہے وہ محبت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ،

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَن يَرۡتَدَّ مِنكُمۡ عَن دِينِهِۦ فَسَوۡفَ يَأۡتِي ٱللَّهُ بِقَوۡمٍ يُحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّونَهُۥٓ ﴾ (المائدة : ٥٤)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا (وہ یاد رکھے) عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔''

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

((اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ يَا مَعَاذُ .))

''اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔''

یہ سن کر سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ [1]

کتاب وسنت کے متعدد دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے لیے لفظ محبت ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ اور

---

[1] مسند احمد : ٥/٢٣٠، ٢٤٤ ـ سنن ابو داؤد ، كتاب قيام الليل، باب في الاستغفار، رقم: ١٥٢٢ ـ ابن خزیمة، رقم: (۷۵۱)، اور ابن حبان، رقم: (۲۰۲۰) نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

دیگر لوگوں کے لیے یہی لفظ استعمال کرنا چاہیے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ قرآن کریم اور کسی بھی صحیح حدیث میں لفظ عشق استعمال نہیں ہوا۔ اگر یہ لفظ اتنا ہی اچھا ہوتا تو اللہ تعالیٰ، اور اس کے رسول ﷺ اسے ضرور استعمال فرماتے۔ جب اسے نہ اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے نہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے استعمال فرمایا ہے، تو پھر ہمیں آخر اسے استعمال کرنے کی کون سی سخت ضرورت یا مجبوری ہے۔

لفظ عشق والی ایک من گھڑت روایت:

کسی صحیح حدیث میں تو نہیں البتہ ایک من گھڑت روایت میں لفظ ''عشق'' ضرور استعمال ہوا ہے، مگر اہل عشق اسی کو بیان کرتے ہوئے نہیں تھکتے، اور عوام میں بھی اس کا چرچا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ کسی عاشق کی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَشِقَ فَكَتَمَ وَعَفَّ ، فَمَاتَ فَهُوَ شَهِيدٌ .)) [1]

''جس کو عشق ہوا مگر اس نے چھپائے رکھا، اور پاکباز رہا، اور مر گیا تو وہ شہید ہے۔''

اس روایت کو علامہ ناصر الدین البانی نے من گھڑت قرار دیا ہے۔ یہ روایت ''تاریخ بغداد، تاریخ دمشق اور العلل المتناهية'' وغیرہ کتب میں بھی موجود ہے۔ اس روایت کی تحقیق کے سلسلے میں شیخ سمیر حلبی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''حق یہ ہے کہ کسی بھی امام حدیث نے اس حدیث کو صحیح یا حسن نہیں کہا، بلکہ انہوں نے سوید بن سعید کی اس حدیث کو منکر کہا ہے، اور اس حدیث کی بنا پر سوید پر شدید تنقید کی ہے بلکہ بعض نے تو اسے کذاب قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں لکھا ہے کہ سوید کی اس حدیث کو منکر کہا گیا ہے۔ علامہ بیہقی نے بھی اسے منکر کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ نیشاپور'' میں یہ حدیث

[1] ضعيف الجامع الصغير : ٥٦٩٨ ـ السلسلة الضعيفة : ٤٠٩ .

بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھے اس حدیث پر تعجب ہے۔ سوید کے علاوہ کسی دوسرے راوی سے منقول نہیں۔ ویسے سوید ثقہ راوی ہے۔

علامہ ابوالفرج ابن الجوزی نے اس حدیث کو ''موضوعات'' میں شامل کیا ہے۔ ابوبکر ازرق اس حدیث کو پہلے سوید سے مرفوع بیان کرتے تھے لیکن جب محدثین نے انہیں ہدف تنقید بنایا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کا حوالہ چھوڑ دیا' پھر وہ اسے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنے لگے' کسی بھی صورت میں یہ روایت ''هشام بن عروة عن ابيه عن عائشه عن النبی ﷺ'' کی سند کے حوالے سے نہیں مانی جا سکتی۔ جس شخص کو حدیث اور عللِ حدیث سے ذرا سا بھی مَس ہے وہ اسے تسلیم نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اسے ''ماجشون عن ابن ابی حازم عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن ابن عباس'' کی سند سے بھی مرفوع نہیں تسلیم کیا جا سکتا اور اسے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ماننا بھی درست نہیں، اس لیے کہ محدثین نے اس حدیث کے راوی سوید بن سعید پر سخت الزامات لگائے ہیں۔''

امام یحییٰ بن معین نے اس حدیث کو منکر کہا اور فرمایا:

''سوید ناقابل اعتبار جھوٹا راوی ہے، اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں اس سے جنگ کرتا۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس کی حدیث متروک ہے۔''

امام نسائی نے فرمایا ''وہ ثقہ نہیں''

امام بخاری نے فرمایا ''وہ نابینا ہو گیا تھا۔ لوگوں کے کہنے پر ایسی روایات بھی بیان کر دیتا تھا جو اس نے سنی نہیں تھیں۔''

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا ''یہ شخص ثقہ راویوں کا نام لے کر عجیب اور ناقابلِ یقین روایات بیان کرتا ہے۔ پس اس کی مرویات سے پرہیز ضروری ہے۔''

اس کے متعلق نرم سے نرم الفاظ جو استعمال کیے گئے ہیں وہ ابو حاتم رازی کے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ''وہ سچا تو ہے لیکن اَن سنی بیان کر دیتا ہے۔''

امام دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں: ''وہ ثقہ ہے مگر جب بوڑھا ہو گیا تو اس کی حالت بُری ہو گئی کہ اس کے روبرو منکر روایات پڑھی جاتی تھیں تو وہ اسے بیان کرنے کی بھی اجازت دے دیتا تھا۔''[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اس روایت کے متعلق فرمایا ہے:

''اس من گھڑت روایت سے دھوکہ مت کھائیں' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اور اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں سے ہونا جائز نہیں، اس لیے کہ اللہ کے ہاں شہادت ایک بلند درجہ ہے جو صدیقیت کے رتبہ کے ساتھ ملایا گیا ہے اس کے لیے اعمال اور احوال ہیں جو اس کے حصول کی شروط ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک عام اور دوسری خاص۔ خاص تو شہادت فی سبیل اللہ ہے، اور عام شہادتیں پانچ ہیں جو صحیح حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔ اور عشق ان میں سے ایک بھی نہیں ہے اور عشق ان میں سے ہو بھی کیسے سکتا ہے' یہ تو محبت میں اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ یہ روح اور دل و دماغ کو غیر کا غلام بنا دیتا ہے۔ اس کے ذریعے شہادت کیسے پائی جا سکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ عشق کا فساد ہر فساد سے بڑھ کر ہے، بلکہ یہ روح کی شراب ہے جو اسے سست کر دیتی ہے، اور اللہ کے ذکر' اس کی محبت اور اس کی مناجات سے لذت اور انس حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے، اور دل کی عبودیت کو غیر اللہ کے لیے واجب کر دیتی ہے۔ عاشق کا دل معشوق کی عبادت کرتا ہے۔ بتاؤ جو کسی دوسرے آدمی کی عورت کے ساتھ عشق کرتا ہے، یا اَمرد لڑکوں یا بدکار عورتوں کے ساتھ عشق کرتا ہے وہ اس عشق کی وجہ سے شہادت کا درجہ پا سکتا ہے؟ یہ تو صریح دین محمدی کے خلاف ہے، اور پھر عشق تو ان بیماریوں میں سے ہے جن کے

[1] محبت، ص: ۱۱۷۔ ۱۱۸ مطبوعہ دار السلام.

لیے اللہ نے شرعی اور قدرتی علاج مقرر کیا ہے جبکہ جو شہادت حدیث میں بیان کی گئی ہے اس کا کوئی علاج نہیں۔ الغرض لفظ عشق قرآن وحدیث میں کہیں وارد نہیں ہوا، اور عشق ایک بیماری ہے جس کا علاج کیا جانا چاہیے۔ اور پھر یہ لفظ ہمارے معاشرے میں اچھے اور بُرے دونوں معنوں میں مستعمل ہے اس لیے ایسے لفظ کا استعمال اللہ اور اس کے رسول کے لیے نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی شخص بھی یہ لفظ اپنی ماں، بہن اور بیٹی کے لیے استعمال کرنا پسند نہیں کرتا، تو پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے کیسے پسند کر لیتا ہے۔'' ❶

لفظ عشق کے استعمال کی قرآنی آیت سے تردید:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقُولُوا۟ رَٰعِنَا وَقُولُوا۟ ٱنظُرْنَا وَٱسْمَعُوا۟ ۗ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ ﴾ (البقرة: ١٠٤)

''اے ایمان والو! تم (نبی ﷺ کو) ''راعنا'' نہ کہا کرو بلکہ ''انظرنا'' کہو یعنی ہماری طرف دیکھیے، اور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

''رَاعِنَا'' کے معنی ہیں، ہمارا لحاظ اور خیال کیجیے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سامع اس لفظ کا استعمال کر کے متکلم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا لیکن یہودی اپنے بغض وعناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا بہت بگاڑ کر استعمال کرتے تھے جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور ان کے جذبہ عناد کی تسلی ہو جاتی، مثلاً وہ کہتے ''رَاعِيْنَا'' (ہمارے چرواہے) یا ''رَاعِنَا'' (احمق) وغیرہ۔ جیسے وہ ''السلام علیکم'' کی بجائے ''السام علیکم'' (تم پر موت ہو) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ''انظرنا'' کہا کرو۔ اس سے ایک تو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ جن میں تنقیص و اہانت کا شائبہ ہو ادب واحترام کے پیش نظر اور سد ذریعہ کے طور پر ان کا استعمال صحیح نہیں۔ دوسرا

❶ الجواب الکافی، ص: ٤٠٣.

مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ افعال و اقوال میں مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے تا کہ مسلمان ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔'' [1] کی وعید میں داخل نہ ہوں۔

اب توجہ طلب بات یہ ہے کہ ''راعنا'' کا لفظ جو حقیقت میں صحیح تھا، اور قرآن میں بھی اسے استعمال کیا گیا لیکن ادب و احترام کے پیش نظر اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے استعمال کرنے سے روک دیا گیا، تو عشق کا لفظ جو حقیقت میں بھی گندا ہے' جنسی شہوت کا غماز ہے، قرآن میں بھی کہیں اسے استعمال نہیں کیا گیا، اور اس کے استعمال میں رسول اللہ ﷺ کی اہانت کا شائبہ ہی نہیں بلکہ صریحاً آپ کی اہانت کا مظہر ہے، تو یہ لفظ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے کیسے استعمال کیا جا سکتا ہے؟

دوسری طرف آج بھی یہ لفظ کفار یا کفار سے محبت کرنے والے شعراء' موسیقار اور گانے بجانے والے ہی استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے بدبخت لوگوں کی مشابہت اختیار کر کے اپنا ٹھکانہ ان کے ساتھ بنانا کون سی عقلمندی کی بات ہے؟

لفظ عشق کے استعمال کی تردید میں اہل علم کا فتویٰ:

سعودی عرب کی مستقل فتوی کمیٹی جو صرف قرآن وسنت کی روشنی میں فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر فتوی دیتی ہے، اور پوری دنیا اس سے استفادہ کر رہی ہے۔ اس کمیٹی کا یہ فتویٰ ہے کہ ''اللہ کے لیے عاشق کا لفظ استعمال کرنا بے ادبی ہے۔'' [2]

فتاوی ''الشبکه الاسلامیه'' میں ہے کہ کسی نے دریافت کیا کہ کیا لفظ عشق اللہ کے حق میں بولا جا سکتا ہے؟

تو مرکز الفتوی کے مفتی نے فتویٰ دیا کہ ''لفظ عشق کا استعمال اللہ کے حق میں جائز نہیں کیونکہ شرعی الفاظ کے سلسلے میں انہی الفاظ پر اکتفاء کرنا ضروری ہے جنہیں کتاب وسنت میں

---

[1] احسن البیان، ص: ٤٣.
[2] فتاوی اسلامیه.

استعمال کیا گیا ہے، اور یہ لفظ نہ تو نصوصِ وحی میں کہیں موجود ہے، اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کبھی استعمال کیا ہے۔ البتہ لفظ محبت قرآن و حدیث میں اللہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ عشق کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صرف وہی الفاظ استعمال کریں جو کتاب وسنت میں موجود ہیں۔'' [1]

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ عشق کا استعمال درست نہیں اور جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیسے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ مزید برآں جہاں یہ لفظ اللہ کے لیے کتاب وسنت میں استعمال نہیں ہوا وہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی استعمال نہیں ہوا۔

عشق کیا ہے؟

کہتے ہیں جیسے عشق ہے خلل دماغ کا

''العشق'' اسمائے محبت میں سب سے زیادہ کڑوا، اور ناپسندیدہ لفظ ہے۔ عربوں نے اسے بہت کم استعمال کیا۔ گویا کہ وہ اس نام کو چھپاتے ہیں اور اس کی جگہ دوسرے اسماء کو ظاہر کرتے ہیں ۔ یہ لفظ قدیم شعراء کے کلام میں بھی نہیں پایا جاتا۔ اسے صرف متاخرین شعراء نے ہی استعمال کیا ہے۔ نیز یہ لفظ قرآن وحدیث میں بھی موجود نہیں۔

ابن اعرابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''العشقة'' ایک بیل کو کہتے ہیں جو پہلے سبز اور پھر زرد ہو جاتی ہے، اور جس چیز کے ساتھ لگتی ہے اسے چمٹ جاتی ہے۔ لفظ عاشق اسی سے مشتق ہے۔ لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا یہ لفظ اللہ کے لیے استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ صوفیا کی ایک جماعت اسے جائز قرار دیتی ہے، اور اس بارے میں جو روایت پیش کرتے ہیں وہ ثابت نہیں۔

کچھ فلاسفہ کے نزدیک عشق جنون کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ جنون کے مختلف درجات ہیں جن میں سے ایک درجہ عشق ہے۔ ان کی دلیل قیس بن ملوح کا یہ شعر ہے:

---

[1] ماخوذ از فتاوی الشبكة الاسلامية : ٥/٧٤٦١.

قَالُوْا اجُنِنْتَ بِمَنْ تَهْوَى فَقُلْتُ لَهُمْ
اَلْعِشْقُ اَعْظَمُ مِمَّا بِالْمَجَانِيْنَ
اَلْعِشْقُ لَا يَسْتَفِيْقُ الدَّهْرُ صَاحِبُهٗ
وَاِنَّمَا يُصْرَعُ الْمَجْنُوْنُ فِی الْحِيْنِ

''لوگوں نے کہا کہ تو اپنے محبوب کے عشق میں پاگل ہو گیا ہے، تو میں نے ان سے کہا کہ عشق تو جنون سے بہت بڑھا ہوا ہے، کیونکہ صاحب عشق کبھی افاقہ نہیں پا سکتا جبکہ مجنون تو کبھی صحت یاب بھی ہو جاتا ہے۔''

ایک اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ يَّرَاهَا فُجَاءَةً
فتصطك رِجْلَاهُ وَيَسْقُطُ لِلْجَنْبِ

''جب وہ اس کو اچانک دیکھتا ہے تو اس کے پاؤں پھسل جاتے ہیں، اور وہ منہ کے بل گر پڑتا ہے۔''

ماہرین کا کہنا ہے کہ عشق کی انتہا یہ ہے کہ عاشق عشق کی تکلیف میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایک اعرابی سے پوچھا گیا تم لوگ عشق کسے کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا بوسہ، معانقہ اور آنکھ مارنا عشق ہے، جب صحبت ہو جائے تو محبت فاسد ہو جاتی ہے۔

کچھ صوفیا نے عشق کی تعریف یوں کی ہے کہ ''محبت جب حد سے تجاوز کر جائے کہ جس سے ہلاکت کا خوف ہو تو اسے عشق کہتے ہیں۔ عاشق کا دل محبت کی آگ کا آتشکدہ ہے۔ جو چیز اس میں آتی ہے جل بھن کر فنا ہو جاتی ہے۔''[1]

عشق کی تباہ کاریاں:

پھرتے ہیں میر خار اور کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

[1] الجواب الكافی، ص: ۳۵۸.

''عشق نے کتنے ہی سرداروں کو منہ کے بل جہنم میں گرا دیا' انہیں دردناک عذاب کے حوالہ کر دیا۔ ان کو جہنم میں گرم کھولتے پانی کے پیالے گھونٹ گھونٹ کر پلا دیے۔ اور کتنے ہی لوگوں کو علم اور دین سے ایسے نکال دیا جیسے مکھن سے بال نکالا جاتا ہے' اس نے کتنی ہی نعمتوں کو چھین کر مصیبتوں کو مقدر کر دیا' کتنے ہی معزز اس کی وجہ سے ذلیل تر ہو گئے' انتہائی اعلیٰ اور بلند مرتبہ لوگ اس کی وجہ سے ''اسفل السافلین'' میں جا گرے' اس نے کتنے ہی پردوں کو چاک کر دیا، اور خوف کو پیدا کر دیا' دردناک انجام کا ذریعہ اور ندامت کا سبب بنا' اس کی وجہ سے سینوں میں حسرت وافسوس کی آگ بھڑکتی رہی۔ اور انسان کی عنداللہ اور عندالناس جو عزت تھی اسے خاک میں ملا دیا' اس کی وجہ سے سخت مصیبتیں' بدبختی' بدنصیبی اور دشمنوں کی طرف سے گالی گلوچ کا سامنا کرنا پڑا' اور مصیبت تو یہ ہے کہ نعمت کا زائل ہونا' مصیبت کا آ پڑنا' عافیت کا پھر جانا' غم والم کا لاحق ہونا بھی اس کو ختم نہیں کرتا۔

اگر آپ سوال کریں: اے نعمت! تجھے کس نے زائل کیا؟ ......اے مصیبت! تجھے کس نے راستہ دکھایا؟ ......اے غم والم کے طوفانوں! تم میرے دروازے پر کیسے آ گئے؟ ......اے عافیت! تو میرا در کیوں چھوڑ گئی؟ ......اے پردہ! تجھے کس نے پھاڑ دیا؟ ......روشن چہرہ کو کس نے بے نور و بے رونق کر دیا؟ ...... زندگی کو کس نے ناخوشگوار کر دیا؟ ...... ایمان کے سورج کو کس نے لپیٹ دیا؟ ......عزت نفس کو کس نے ذلیل کر دیا؟ ...... اکرام واعزاز کو ذلت وندامت سے کس نے بدل دیا؟ ......تو یہ آپ کو بزبان حال جو جواب دے گی وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے ...... وہ جواب اگرچہ زبان سے جاری نہ ہو لیکن وہ عشق ہی ہے، جو ان مصیبتوں کا باعث ہے۔

عاشقوں کی یہ مصیبتیں اہل عقل وخرد کے لیے نصیحت وعبرت ہیں' اگر وہ ان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝٥٢﴾

(النمل: ۵۲)

''سو یہ ان کے گھر ہیں ان کے ظلم کے سبب سے ویران پڑے ہیں' بے شک اس میں دانشمندوں کے لیے عبرت ہے۔'' ❶

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اپنی کتاب ''السراج الوھاج'' (۱/۸۱) پر رقمطراز ہیں:

"وَمِنْ أَعْظَمِ مَكَائِدِ الشَّيْطَانِ ، مَا فُتِنَ بِهِ عُشَّاقُ صُوَرِ الْمُرْدِ وَالنِّسْوَانِ تِلْكَ لَعَمْرُ اللّٰهِ! فِتْنَةٌ كُبْرٰى ، وَبَلِيَّةٌ عَظْمٰى ، اِسْتَعْبَدَتِ النُّفُوْسُ لِغَيْرِ خِلَاقِهَا . "

''اور شیطان کے بڑے جالوں میں سے ایک جال یہ بھی ہے جس میں بہت سے عشاق رہتے چلے آئے ہیں، اور اس وقت بھی موجود ہیں، جو ''اُمرد'' لڑکوں اور عورتوں کی صورتوں پر عاشق ہو کر اپنی دنیا و آخرت تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔ واللہ! یہ بہت ہی بڑی آزمائش ہے، اللہ ہر کسی کو اس سے بچا کر رکھے۔''

اور نواب مرحوم دوسری جگہ اپنے مشہور مقالہ ''تخریج الخمر'' میں رقمطراز ہیں:

''مرضِ عشق کو شراب و زنا کے ساتھ مثل غنا کے ایک مناسبت خاص ہے، یہ مرض شہوت فرج سے پیدا ہوتا ہے، جس کسی مزاج پر شہوت غالب آ جاتی ہے تو یہ بیماری اس شہوت پرست کو پکڑ لیتی ہے۔ جب وصال معشوق محال ہوتا ہے یا میسر نہیں آتا تو عشق سے حرکات بے عقل ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ لہٰذا کتب دین میں عشق کی مذمت آئی ہے، اور اس کا انجام شرک ٹھہرایا ہے۔ قرآن و حدیث میں کسی جگہ اس منحوس لفظ کا استعمال نہیں ہوا۔ قصہ زلیخا میں افراط محبت کو بلفظ ''شغف حب'' تعبیر کیا ہے۔ یہ حرکت زلیخا سے حالت کفر میں صادر ہوئی تھی۔ ہنود میں بھی ظہور عشق عورتوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ بخلاف عرب کے کہ وہاں مرد عشاق زن ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ قیس لیلیٰ پر فریفتہ تھا۔ اس سے بدتر عشق اہل فارس کا ہے کہ وہ

---

❶ الجواب الكافي ، ص : ٣٥٦ ، ٣٦٠ .

''اَمرد'' پر شیفتہ ہوتے ہیں۔ یہ ایک قسم لواط اور اغلام کی ہے جس طرح کہ عورت کی طرف سے عشق کا ظہور ایک مقدمہ زنا ہے۔ جو کوئی اس مرض کا مریض ہوتا ہے وہ شرابی، زانی ہو جاتا ہے۔ اہل علم نے لکھا ہے کہ عشق بندے کو توحید اللہ العالمین سے روک کر گرفتار شرک و بت پرست کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ عاشق معشوق کا بندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی رضا مندی کو خالق کی رضا مندی پر مقدم رکھتا ہے۔ یہی اس کی صنم پرستی ہے۔'' [1]

عشق کی تباہی کی ایک مثال:

عشق نے بہت نکما کردیا ہے اے غالب
وگرنہ ہم تھے آدمی بڑے کام کے

لکھنو (آن لائن) ایک ٹھکرائے ہوئے عاشق نے شادی کی تقریب کے موقع پر خود کو اس وقت دھماکے سے اڑا لیا، جب اس کی محبوبہ اپنے دولہا کے ساتھ پھیرے لگا رہی تھی۔ پولیس کے مطابق عاشق نامراد الیکٹریشن نیترا پال سنگھ تھا اور اس نے اپنے جوتے میں سوئچ لگا رکھا تھا جبکہ اس کی کمر میں بم بندھا ہوا تھا۔ دھماکے کے نتیجے میں دولہا اور چار دیگر افراد زخمی ہو گئے تاہم دلہن محفوظ رہی۔ بعد میں شادی کی تقریب جاری رہی۔ [2]

یاد رہے کہ دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کے لیے عطا کی گئی ہے، بقولِ کسے:

زندگی آمد برائے بندگی

لہٰذا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کے لیے سچی محبت عطا فرمائے، دیوانگی، عشق اور معصیت کی زندگی سے اجتناب کرنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

---

[1] بحواله شرح صحيح بخاری، از داؤد راز دهلوی رحمه الله: ۱/۲۰۲، ۲۰۳.

[2] هفت روزه نیویارك عوام May 19 to May 25,2006

اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ إِلَىَّ مَنْ نَفْسِيْ، وَأَهْلِيْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

آمین! یارب العالمین



مُحبّت

کیوں، کس سے اور کیسے؟

Zia ur Rehman 92-321-4167895

انصار السُنّہ پبلیکیشنز۔لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-7357587